﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک 20 مئی 2011ء | شمارہ 20

16 جمادی الثانی 1432 ہجری قمری ❁ 20 ہجرت 1390 ہجری شمسی

صفائی نصف ایمان ہے

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’صفائی ایمان کا حصہ ہے‘‘۔ایک اور روایت میں ہے کہ ’’صفائی نصف ایمان ہے‘‘۔

(مسلم کتاب الطہارۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلا سے آتی ہے اور ابتلا مومن کے لئے شرط ہے۔اس کے بغیر ایمان، ایمانِ کامل ہوتا ہی نہیں۔
پس جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہئے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لئے تیار ہو جاوے۔

تم نے اس وقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ ہر ابتلا اور امتحان میں پورے اترنے کے لئے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق اور مدد چاہو تو مَیں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ تم صالحین میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ جیسی عظیم الشان نعمت کو پاؤ گے اور ان تمام مشکلات پر فتح پا کر دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے۔

’’اور اس سے آگے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (العنکبوت:11) اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبانی تو ایمان کے دعوے کرتے ہیں اور مومن ہونے کی لاف وگزاف مارتے رہتے ہیں لیکن جب معرضِ امتحان وابتلا میں آتے ہیں تو اُن کی حقیقت کھل جاتی ہے۔اس فتنہ وابتلا کے وقت اُن کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ویسا نہیں رہتا بلکہ شکایت کرنے لگتے ہیں۔اسے عذابِ الٰہی قرار دیتے ہیں۔حقیقت میں وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جن کو صالحین کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔کیونکہ یہی تو وہ مقام ہے جہاں انسان ایمانی مدارج کے ثمرات کو مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ذات پر اُن کا اثر پاتا ہے اور نئی زندگی اُسے ملتی ہے۔لیکن یہ زندگی پہلے ایک موت کو چاہتی ہے اور یہ انعام وبرکات امتحان وابتلا کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلا سے آتی ہے اور ابتلا مومن کے لئے شرط ہے۔جیسے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ اتنا ہی کہہ دینے پر چھوڑ دیئے جاویں گے کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔ایمان کے امتحان کے لئے مومن کو ایک خطرناک آگ میں پڑنا پڑتا ہے مگر اس کا ایمان اس آگ سے اس کو صحیح سلامت نکال لاتا ہے اور وہ آگ اس پر گلزار ہو جاتی ہے۔مومن ہو کر ابتلا سے کبھی بے فکر نہیں ہونا چاہئے اور ابتلا پر زیادہ ثباتِ قدم دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور حقیقت میں جو سچا مومن ہے ابتلا میں اس کے ایمان کی حلاوت اور لذّت اَور بھی بڑھ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے عجائبات پر اس کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا اور دُعاؤں سے فتحیاب اجابت چاہتا ہے۔

یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور اُن تکالیف سے بچنا چاہے جو اُن کے حصول کے لئے ضروری ہیں۔یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے اس کے بغیر ایمان، ایمانِ کامل ہوتا ہی نہیں اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلا ملتی ہی نہیں ہے۔دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے کہ دنیاوی آسائشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے قسم قسم کی مشکلات اور رنج وتعب اُٹھانے پڑتے ہیں۔طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔پھر خدا تعالیٰ جیسی نعمت عظمیٰ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں یہ بدُوں امتحان کیسے میسر آسکے۔

پس جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہئے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لئے تیار ہو جاوے۔جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے جیسا کہ اِس وقت اُس نے اِس سلسلہ کو قائم کیا ہے تو جو لوگ اس میں اوّلاً داخل ہوتے ہیں اُن کو قسم قسم کی تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں۔ ہر طرف سے گالیاں اور دھمکیاں سننی پڑتی ہیں۔کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔یہاں تک کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم تم کو یہاں سے نکال دیں گے یا اگر ملازم ہے تو اس کے موقوف کرانے کے منصوبے ہوتے ہیں۔جس طرح ممکن ہوتا ہے تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں اور اگر ممکن ہو تو جان لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ایسے وقت میں جو لوگ اِن دھمکیوں کی پروا کرتے ہیں اور امتحان کے ڈر سے کمزوری ظاہر کرتے ہیں یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے کیونکہ وہ ابتلا کے وقت خدا تعالیٰ سے نہیں انسان سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت کی پروا نہیں کرتا۔وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دھمکی کو اس کے مقابلہ میں وقعت دیتا اور ایمان چھوڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صالحین میں داخل ہونے سے محروم ہو جاتا ہے۔یہ خلاصہ اور مفہوم ہے اس آیت کا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (العنکبوت:11)۔

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت ومشکل کے اٹھانے کے لئے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہوسکتی۔تم نے اس وقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔تم کو ستایا جاتا ہے۔گالیاں سننی پڑتی ہیں۔قوم اور برادری سے خارج کرنے کی دھمکیاں ملتی ہیں۔جو جو تکالیف مخالفوں کے خیال میں آسکتی ہیں اس کے دینے کا وہ موقعہ ہاتھ سے نہیں دیتے۔لیکن اگر تم نے ان تکالیف اور مشکلات اور ان مُوذیوں کو خدا نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ کو خدا مانا ہے تو ان تکالیف کو برداشت کرنے پر آمادہ رہو۔اور ہر ابتلا اور امتحان میں پورے اترنے کے لئے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق اور مدد چاہو تو مَیں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ تم صالحین میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ جیسی عظیم الشان نعمت کو پاؤ گے اور ان تمام مشکلات پر فتح پا کر دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ510تا511. جدید ایڈیشن۔مطبوعہ ربوہ)

خلافت احمدیہ اور ہمارے فرائض

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت پُر معارف ارشادات سے انتخاب

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

(تیسری قسط)

نظام خلافت کا تعلق دیگر نظاموں کے ساتھ

نظام خلافت کا نظام جماعت، نظام شوریٰ اور نظام وصیت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے مختلف خطبات جمعہ میں تفصیل سے اِن نظاموں کے باہمی تعلق پر روشنی ڈال چکے ہیں تا کہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہر نظام کی مضبوطی اور اطاعت دراصل نظام خلافت کی بنیاد کو مضبوط بنانے کی طرف ہی ایک قدم ہے۔

نظام خلافت اور نظام شوریٰ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

''جب جماعتی معاملے میں خلیفۂ وقت کی طرف سے نظام کی طرف سے بلایا جائے کہ مشورہ دو تو اس میں دیکھیں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ مجلس شوریٰ میں جب بھی مشورے کے لئے بلایا جاتا ہے تو ایک بہت بڑی ذمہ داری مجلس شوریٰ پر ڈالی جاتی ہے، ممبران شوریٰ پر ڈالی جاتی ہے اور ایک مقدس ادارے کا اسے ممبر بنایا جاتا ہے **کیونکہ نظام خلافت کے بعد دوسرا اہم اور مقدس ادارہ جماعت میں شوریٰ کا ادارہ ہی ہے۔** اور جب خلیفہ وقت اس لئے بلا رہا ہو اور احباب جماعت بھی لوگوں کو اپنے میں سے منتخب کر کے اس لئے بھیج رہے ہوں کہ جاؤ اللہ تعالیٰ کی تعلیم دنیا میں پھیلانے، احباب جماعت کی تربیت اور دوسرے مسائل حل کرنے اور خدمت انسانیت کرنے کے لئے خلیفہ وقت نے مشوروں کے لئے بلایا ہے اس کو مشورے دو تو کس قدر ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اگر یہ تصور لے کر مجلس شوریٰ میں بیٹھیں تو پوری طرح مجلس کی کارروائی سننے اور استغفار کرنے اور درود بھیجنے کے علاوہ کوئی دوسرا خیال ذہن میں آ ہی نہیں سکتا تا کہ جب بھی اس مجلس میں رائے دینے کے لئے کھڑا کیا جائے تو صحیح اور مکمل ذمہ داری کے ساتھ رائے دے سکیں کیونکہ یہ آراء خلیفہ وقت کے پاس پہنچنی ہیں اور خلیفہ وقت یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ ممبران نے بڑے غور سے سوچ سمجھ کر کسی معاملے میں رائے قائم کی ہو گی اور عموماً مجلس شوریٰ کی رائے کو اس وجہ سے من وعن قبول کر لیا جاتا ہے، اسی صورت میں قبول کر لیا جاتا ہے۔ سوائے بعض ایسے معاملات کے جہاں خلیفہ وقت کو معین علم ہو کہ شوریٰ کا یہ فیصلہ ماننے پر جماعت کو نقصان ہو سکتا ہے اور یہ بات ایسی نہیں ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے یا اس سے ہٹ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہوئی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (ال عمران:160) یعنی اور ہر اہم معاملے میں ان سے مشورہ کر (نبی کو یہ حکم ہے) پس جب کوئی تو فیصلہ کر لے تو پھر اللہ پر توکل کر۔ یعنی یہاں یہ تو ہے کہ اہم معاملات میں مشورہ ضروری ہے، ضرور کرنا چاہئے اور اس حکم کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ اس حد تک مشورہ کیا کرتے تھے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے نہیں دیکھا۔

تو یہ حکم الٰہی بھی ہے اور سنت بھی ہے اور اس حکم کی وجہ سے جماعت میں بھی شوریٰ کا نظام جاری ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ مشورہ تو لے لو لیکن اس مشورے کے بعد تمام آراء آنے کے بعد جو فیصلہ کر لو تو ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ یہ فیصلہ ان مشوروں سے الٹ بھی ہو۔ تو فرمایا جو فیصلہ کر لو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو کیونکہ جب تمام چھان پھٹک کے بعد ایک فیصلہ کر لیا ہے پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر ہی چھوڑنا بہتر ہے۔ اور جب اے نبی! تو نے معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی کی بات کی لاج رکھے گا۔ اور انشاء اللہ اس کے بہتر نتائج ظاہر ہوں گے۔

جس طرح تاریخ میں ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر قیدیوں سے سلوک کے بارہ میں اکثریت کی رائے ردّ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے مانی تھی، پھر بعض دفعہ دوسری جنگوں کے معاملات میں صحابہ کے مشورہ کو بہت اہمیت دی جنگ احد میں ہی صحابہ کے مشورے سے آپؐ وہاں گئے تھے ورنہ آپؐ پسند نہ کرتے تھے۔ آپ کا تو یہ خیال تھا کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے اور جب اس مشورہ کے بعد آپؐ ہتھیار بند ہو کر نکلے تو صحابہ کو خیال آیا کہ آپؐ کی مرضی کے خلاف فیصلہ ہوا ہے، عرض کی یہیں رہ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ نہیں نبی جب ایک فیصلہ کر لے تو اس سے پھر پیچھے نہیں ہٹتا، اب اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور چلو۔ پھر یہ بھی صورت حال ہوئی کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر تمام صحابہؓ کی متفقہ رائے تھی کہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی رائے کے خلاف اس پر دستخط فرما دیئے۔ اور پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس کے کیسے شاندار نتائج پیدا فرمائے۔ تو مشورہ لینے کا حکم تو ہے تا کہ معاملہ پوری طرح نتھر کر سامنے آ جائے لیکن ضروری نہیں ہے کہ مشورہ مانا بھی جائے تو آپؐ کی سنت کی پیروی میں ہی ہمارا نظام شوریٰ بھی قائم ہے، **خلفاء مشورہ لیتے ہیں تا کہ گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھا جا سکے لیکن ضروری نہیں ہے کہ شوریٰ کے تمام فیصلوں کو قبول بھی کیا جائے** اس لئے ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ شوریٰ کی کارروائی کے آخر پر معاملات زیر غور کے بارے میں جب رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو اس پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ شوریٰ یہ سفارش کرتی ہے، یہ لکھنے کا حق نہیں ہے کہ شوریٰ یہ فیصلہ کرتی ہے۔ **شوریٰ کو صرف سفارش کا حق ہے۔ فیصلہ کرنے کا حق صرف خلیفہ وقت کو ہے۔** اس پر کسی کے ذہن میں یہ بھی سوال اٹھ سکتا ہے کہ پھر شوریٰ بلانے کا یا مشورہ لینے کا فائدہ کیا ہے، آج کل کے پڑھے لکھے ذہنوں میں یہ بھی آ جاتا ہے تو جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ **مجلس مشاورت ایک مشورہ دینے والا ادارہ ہے۔ اس کا کردار پارلیمنٹ کا نہیں ہے جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں۔ آخری فیصلے کے لئے بہرحال معاملہ خلیفہ وقت کے پاس آتا ہے اور خلیفہ وقت کو ہی اختیار ہے کہ فیصلہ کرے، اور یہ اختیار اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔** لیکن بہرحال عموماً مشورے مانے بھی جاتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا سوائے خاص حالات کے، جن کا علم خلیفہ وقت کو ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض حالات میں بعض وجوہات جن کی وجہ سے وہ مشورہ ردّ کیا گیا ہو ان کو خلیفہ وقت بتانا نہ چاہتا ہو ایسی بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ تو بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مشورہ لینے کا فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مختلف ماحول کے، مختلف قوموں کے، مختلف معاشرتی حالات کے لوگ، زیادہ اور کم پڑھے لکھے لوگ مشورہ دے رہے ہوتے ہیں پھر آج کل جب جماعت پھیل گئی ہے، مختلف ملکوں کے لحاظ سے ان کے حالات کے مطابق مشورے پہنچ رہے ہوتے ہیں تو خلیفہ وقت کو ان ملکوں میں عمومی حالات اور جماعت کے معیار زندگی اور جماعت کے دینی روحانی معیار اور ان کی سوچوں کے بارے میں علم ہو جاتا ہے ان مشوروں کی وجہ سے۔ اور پھر جو بھی سکیم یا لائحہ عمل بنانا ہو اس کو بنانے میں مدد ملتی ہے۔ غرض کہ اگر ملکوں کی شوریٰ کے بعض مشورے ان کی اصلی حالت میں نہ بھی مانے جائیں تب بھی خلیفہ وقت کو دیکھنے اور سننے سے بہرحال ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ مشورہ دینے والے کا بہرحال یہ فرض بنتا ہے کہ نیک نیتی سے مشورہ دے اور خلیفہ وقت کا یہ حق بھی ہے اور فرض بھی ہے کہ وہ جماعت سے مشورہ لے۔ حضرت عمرؓ تو فرمایا کرتے تھے کہ لَا خِلَافَةَ إِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ کہ خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے لینے کے بغیر درست نہیں۔ اور یہ بھی کہ خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہی ہے۔

(کنزالعمال کتاب الخلافۃ جلد 3 صفحہ 139)

تو جماعتی ترقی کے لئے اور کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے ایک انتہائی اہم چیز ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کیونکہ قوم کی مشترکہ کوششیں ہوں تو پھر کامیابی کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

پھر ایک اور روایت ہے جس سے مشورے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارے میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم نے آپ سے کچھ سنا تو ہم کیا کریں گے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے معاملے کو حل کرنے کے لئے مومنوں میں سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا اور اس معاملے کے بارے میں ان سے مشورہ کرنا اور ایسے معاملے کے بارے میں فرد واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا۔

(کنزالعمال جلد 2 صفحہ 340)

اس حدیث کی طرف بھی جماعت کو توجہ کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت میں ہمیشہ دینی علوم کے بھی اور دوسرے علوم کے بھی ماہرین پیدا فرماتا رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عبادالرحمٰن پیدا فرمائے اور ہمیں عبادالرحمٰن بنائے تا کہ خلیفہ وقت کو مشورہ دینے میں بھی کبھی دقت پیش نہ آئے اور ہمیشہ مشورے سن کر یہ احساس ہو کہ ہاں یہ نیک نیتی سے دیا گیا مشورہ ہے۔ یہ نیک نیتی پر مبنی مشورہ ہے۔ اور اس میں اپنی ذات کی کسی قسم کی کوئی ملونی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احباب جماعت سے مشورہ طلب کرنے کے بارہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض امور جب پیش آتے تو آپؑ سال میں دو تین چار بار بھی اپنے خدام کو بلا لیتے کہ مشورہ کرنا ہے۔ کسی جلسے کی تجویز ہوتی تو یاد فرما لیتے، کوئی اشتہار شائع کرنا ہوتا تو مشورہ کیلئے طلب کر لیتے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1927ء صفحہ 144)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس شوریٰ میں خلیفۂ وقت کی حیثیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ خلیفہ کا مقام بہرحال دونوں کی سرداری ہے انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن احمدیہ کا رہنما ہے اور آئین سازی اور بحث کی تعیین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ (الفضل 27 اپریل 1938ء)

تو اس اصول کے تحت تمام ممالک کی مجالس شوریٰ کی رپورٹس خلیفہ وقت کے پاس پیش ہوتی ہیں اور خلیفہ وقت جائزہ لے کر فیصلہ کرتا ہے لیکن ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ کیونکہ ہر ملک کی مجلس شوریٰ کی صدارت کرنا تو خلیفہ وقت کے لئے اب ممکن نہیں رہا کہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ ہو رہی ہو، وہاں جائے اور صدارت کرے، خلیفہ وقت کسی کو اپنا نمائندہ مقررہ کرتا ہے جو صدارت کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ بات بھی نمائندگان شوریٰ کو یاد رکھنی چاہئے کہ جو بھی شوریٰ کی کارروائی کی صدارت کر رہا ہو وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہوتا ہے۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:

''خلیفہ نے اپنے کام کے دو حصے کئے ہوئے ہیں، ایک حصہ انتظامی ہے، اس کے عہدیدار مقرر کرنا خلیفہ کا کام ہے۔...... دوسرا حصہ خلیفہ کا کام اصولی ہے اس کے لئے وہ مجلس شوریٰ کا مشورہ لیتا ہے''، تو فرمایا کہ ''پس مجلس شوریٰ اصولی کاموں میں خلیفہ کی جانشین ہے''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1930ء صفحہ 36)

اس لئے نمائندگان شوریٰ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ان کی ذمہ داری شوریٰ کے اجلاس کے بعد ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایک دفعہ کا منتخب کردہ نمائندہ مجلس شوریٰ پورے سال تک کے لئے نمائندہ ہی رہتا ہے تا کہ اصولی باتوں میں مدد کر سکے اور شوریٰ کی کارروائی میں جو فیصلے ہوئے ہیں، جو اصولی باتیں ہوئی ہیں ان پر عمل درآمد کرانے میں تعاون بھی کرے اور پوری ذمہ داری سے مقامی انتظامیہ کی مدد بھی کرے۔ گو فیصلہ سے ہٹی ہوئی بات دیکھ کر جو بھی شوریٰ میں ہوئی ہو۔ ممبران شوریٰ براہ راست تو مقامی انتظامیہ کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتے ورنہ اس طرح تو ایک ٹکر کی صورت پیدا ہو جائے گی لیکن ان کو توجہ ضرور دلا سکتے ہیں کہ یہ یہ فیصلے ہوئے تھے، اس طرح کارروائی ہونی چاہئے تھی، یہ ہماری جماعت میں نہیں ہو رہی۔ اور جیسا کہ میں نے کہا توجہ کے ساتھ ساتھ عملدرآمد کرانے کے لئے ان سے تعاون بھی کریں اور اگر دیکھیں کہ مقامی انتظامیہ پوری طرح جو شوریٰ کے فیصلے ہوئے ان پر عمل نہیں کر رہی تو پھر نظام جماعت قائم ہے وہ مرکز کو توجہ دلا سکتے ہیں، خلیفہ وقت کو اس بارے میں لکھ سکتے ہیں۔ تو یہ اطلاع دینا بھی ممبران شوریٰ کا فرض ہوتا ہے کہ سارا سال جب تک وہ ممبر ہیں ان معاملات پر عملدرآمد کرانے میں مدد کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے یعنی خلافت کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں، قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ مجلس شوریٰ کو قائم کرو، ان سے مشورہ لے کر غور کرو، پھر دعا کرو، جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔...... **تو خلیفۂ وقت کا یہ کام ہے کہ شوریٰ کے مشوروں کے بعد دعا کر کے فیصلہ کرے۔ اور جب کوئی فیصلہ کر لے پھر اس پر قائم ہو جائے** جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔ فرمایا کہ...... وہ خواہ اس مجلس کے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر145

مکرم معروف صابر السید صاحب

مکرم معروف صابر السید صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میرا تعلق مصر سے ہے۔میری پیدائش 1960ء میں ایک غریب خاندان میں ہوئی ۔ والد صاحب صوفیانہ طورطریقوں کے مطابق مختلف دینی اجتماعات پر قصائد وغیرہ پڑھنے والے گروہ کے رکن تھے۔چونکہ یہ قصائد رسول کریم ﷺ اورآپ کی آل کی محبت پر مبنی ہوتے تھے اس لئے شروع سے ہی دینی ماحول اور رسول کریم ﷺ کی محبت کی فضا میں میری پرورش ہوئی۔ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف کام کئے یہاں تک کہ شادی ہوگئی اور مجھے وزارت تعلیم میں نوکری بھی مل گئی۔

دینی رجحانات

شروع میں مَیں کسی دینی یا سیاسی جماعت میں شامل نہ تھا پھر 1985ء میں جبکہ میری عمر 25 سال تھی میرا تعارف سلفی جماعت سے ہوا۔میرا دینی علم کچھ بھی نہ تھا اس لئے مَیں نے بہت کم عرصہ میں ان سے بہت کچھ سیکھ لیا حتی کہ مَیں نے داڑھی بھی رکھ لی اور مجھے وعظ کرنے اور درس دینے کا ملکہ بھی حاصل ہو گیا۔نیز اس جماعت میں رہتے ہوئے دو دفعہ مجھے جیل بھی جانا پڑا۔اگرچہ میرے سلفی عقائد میرے والد صاحب کے صوفیانہ خیالات کے بالکل برعکس تھے پھر بھی انہوں نے مجھے واضح طور پر فرمادیا تھا کہ بیٹا یہ تمہاری زندگی ہے جس میں تمہیں اپنی پسندیدہ راہ اختیار کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد جب مَیں نے مختلف سلفی عقائد کے بارہ میں گہرائی میں جا کر غور کیا تو کئی امور ایسے پائے جن کے بارہ میں سوالات پیدا ہوتے تھے۔جب ان کے بارہ میں علماء سے پوچھا تو ان کے بے دلیل اور متشددانہ جوابات سن کر حیران وششدر رہ گیا۔مَیں سوچنے لگا کہ کیا یہی وہ جماعت ہے جس کی پیروی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ کیا مَیں واقعی حق پر ہوں یا ابھی حق کی طرف سفر کرنا باقی ہے؟

سلفی فکرِ جہاد

سلفی جماعت کا بنیادی طرزِ فکر متشدد طرز کے جہاد کے گرد گھومتا ہے۔ان کا عقیدہ ہے کہ مسلمان ممالک بلاد اسلام کا حکم رکھتے ہیں اوران ممالک میں مسلمان حکام نے شریعت اسلامیہ کو چھوڑ کر وضعی قوانین کا نفاذ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ کفرِ بواح کے مرتکب ہو گئے ہیں لہذا سلفی جماعت والے انہیں زبردستی حکمرانی سے ہٹا کر شرعی نظام بحال کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اسی طرح یہ جماعت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی عملی تطبیق کی قائل ہے۔ اورچونکہ اسلامی حکومتوں میں شرعی نظام کا نفاذ نہ ہونے کی بنا پر ہر چیز ہی انہیں منکر دکھائی دیتی ہے اوراس کو عملی طور پر اپنے ہاتھ سے اورقوت سے بدلنا یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں اس لئے اس جماعت کا عمومًا لوگوں اور حکومتی مشینری کے ساتھ تصادم دیکھا گیا ہے۔اوراسی طرز فکر نے ساری دنیا میں فساد برپا کیا ہوا ہے اور امن عالم کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

''فِيْهِ قَوْلَان'' کا دلچسپ مسئلہ

سلفیوں میں ایک جملہ بڑی کثرت سے بولا جاتا ہے اوروہ یہ ہے کہ''فیہ قولان''یعنی جس مسئلہ کے بارہ میں بھی سوال ہواس کے بارہ میں علماء کے مختلف اقوال ہوتے ہیں اورسب اقوال کو سامنے رکھ کر کوئی کسی قول کو ترجیح دیتا ہے اورکوئی کسی کو۔ان اقوال کی کم ازکم تعداد دو اقوال ہوتی ہے اوراسی طرف یہ جملہ''فِيْهِ قَوْلَان''اشارہ کرتا ہے۔مَیں نے ایک دفعہ اس جماعت کے امیر سے بیرونی ممالک سے درآمد کئے جانے والے گوشت کے بارہ میں پوچھا کہ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔انہوں نے جوابًا فرمایا کہ اس مسئلہ میں علماء کا بہت اختلاف ہے اور ان اختلافی اقوال وآراء کی تعداد 15 ہے لیکن چونکہ مجھے ان میں سے صرف 13 اقوال کا علم ہے اس لئے مَیں اس بارہ میں فتویٰ دینے سے قاصر ہوں۔اس پر مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا تعالیٰ نے تو اپنی بھیجی ہوئی تعلیم کے بارہ میں فرمایا ہے کہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء: 83) یعنی اگر یہ قرآنی تعلیم خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتی تو اس میں حد درجہ کا اختلاف پایا جاتا،لیکن آج اسی تعلیم کی تشریح میں یہ لوگ اس قدر اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں کہ ایک مسئلہ میں دو نہیں، چار نہیں، دس نہیں، پندرہ پندرہ اقوال ہیں۔

[یہاں پر خاکسار (محمد طاہر ندیم) کو ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے جو جامعہ دمشق میں پڑھائی کے دوران شریعت کالج کے ایک پروفیسر نے سنایا تھا۔سیاق یہ تھا کہ چونکہ ہر مسئلہ میں بے شمار اقوال ہیں اس لئے''فیہ قولان'' کا مقولہ اتنا مشہور ہوگیا ہے کہ اس کے بغیر اب کوئی شخص عالم نہیں شمار ہوتا۔دوسری طرف مختلف جہلاء اس جملہ کا استعمال کر کے اپنی علمیت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔کسی گاؤں میں ایک عالم مفتی کے طور پر کام کرتا تھا۔لوگ روزانہ اپنے مسائل کے بارہ میں اس سے فتوے دریافت کیا کرتے تھے۔اس مفتی کو کسی کام سے دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑا تو اس نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ میری غیر حاضری میں آپ لوگوں کو مختلف امور میں فتویٰ دے دیا کرنا۔اس کے والد نے کہا کہ مجھے تو علوم شریعت پر دسترس نہیں ہے مَیں کس طرح فتویٰ دے سکتا ہوں۔مفتی صاحب نے کہا کہ مَیں ایک آسان حل بتا دیتا ہوں اوروہ یہ ہے کہ جو بھی مسئلہ ہو آپ اس کے بارہ میں کہہ دینا کہ''فِيْهِ قَوْلَان''لوگ خود ہی سمجھ جائیں گے کہ اس کے جواز یا عدم جواز دونوں کے بارہ میں فتویٰ موجود ہے لہذا اپنی صوابدید پر جو چاہے اختیار کرلیں گے۔پھر جب مَیں واپس آؤں گا تو آپ کے جملہ ''فِيْهِ قَوْلَان'' کی دلائل کے ساتھ وضاحت کر دوں گا۔چنانچہ اس کے والد نے ایسے ہی کیا اگر کسی نے کہا کہ مَیں نے روزہ میں بھول کر کھا لیا ہے اس کے بارہ میں کیا فتویٰ ہے کیا میرا روزہ باقی ہے یا دہرانا پڑے گا تو انہوں نے جواب دیا ''فِيْهِ قَوْلَان''۔اگر کسی نے پوچھا کہ مَیں نے غصہ میں آ کر اپنی بیوی کو یہ یہ الفاظ کہہ دیئے ہیں کیا اس سے طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ''فِيْهِ قَوْلَان''۔اسی طرح اگر کسی نے پوچھا کہ کسی کا باجماعت نماز کے دوران وضوٹوٹ جائے اور وہ دوبارہ وضو کر کے اسی جماعت میں شامل ہو جائے تو کیا وضوٹوٹنے سے پہلے کی نماز باطل سمجھی جائے گی اور اسے مکمل کرنی پڑے گی یا صرف رہ جانے والی رکعات ادا کرے گا؟ تو اس کے جواب میں بھی مفتی صاحب کے والد نے جواب دیا کہ ''فِيْهِ قَوْلَان''۔اس بستی میں ایک ذہین شخص بھی تھا جسے احساس ہو گیا کہ یہ شخص عالم نہیں ہے بلکہ صرف مفتی کا والد ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔لہذا وہ چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور پوچھا: أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ؟ یعنی کیا اللہ کے بارہ میں بھی کوئی شک ہے؟ مفتی کے والد نے جھٹ کہا: ''فِيْهِ قَوْلَان''۔اور یوں سب پر اس کے علم کا پول کھل گیا۔

یہ ہے تو ایک لطیفہ لیکن دراصل اُمّت کا موجودہ دردناک حال بیان کر رہا ہے۔معمولی مسائل میں کئی کئی اقوال لئے پھرتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ کسی حَکَمْ کے آنے کی ضرورت نہیں۔یقیناً ان کی یہ حالت بزبانِ حال ایک حَکَم عَدَل کو بلا رہی ہے جو آ کر فیصلہ کرے کہ یہ درست ہے اور یہ غلط ہے۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ان تمام امور میں فیصلہ فرمایا وہاں فقہ کے بارہ میں خصوصًا ایک اہم نقطہ کی طرف توجہ دلائی کہ بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مزاجوں اور طبائع کو مدنظر رکھ کر ایک ہی کام دو مختلف صورتوں میں کیا ہے۔اب ان دو صورتوں میں سے کسی ایک پر اس طرح جم جانا کہ دوسری صورت اختیار کرنے والے کو کافر تک کہہ دینا ناسمجھی ہے۔ مثلاً''کبھی قوم کو جوش دلانے کے لئے آمین اونچی بھی کہی ہے اور کبھی نیچی بھی کہی ہے۔کبھی فوجی روح قائم کرنے کے لئے آپ نے اپنے ہاتھ سینہ پر باندھے اور کبھی انکسار اور تذلل کی حالت میں آپ نے ناف کے نیچے بھی باندھ لئے۔رسول کریم ﷺ نے بعض عربوں کو دیکھ کر کہ ابھی ان میں پوری طرح توحید نہیں آئی تشہد میں انگلی اٹھانے کا حکم دیا مگر بعض دفعہ آپ نے انگلی نہیں بھی اٹھائی۔مگر اس مسئلہ پر اتنا زور دیا گیا کہ بعض لوگوں کی محض اس وجہ سے انگلیاں توڑ دی گئیں کہ انہوں نے تشہد میں انگلی کیوں اٹھائی ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ہفتم ص 76)]

اس وضاحت کے بعداب ہم دوبارہ مکرم معروف صابر صاحب کی طرف لوٹتے ہیں۔وہ سلفی جماعت میں اپنی بعض یادوں اوربعض عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک دفعہ ہم ایک مسجد میں دعوت الی اللہ کے بارہ میں ایک لیکچر سن رہے تھے کہ لیکچرار نے کہا: اے برادران! دعوت الی اللہ کے معاملہ میں آپ کو نہایت صبر کے ساتھ لوگوں کے رویوں کو برداشت کرنا ہوگا اورمایوس نہیں ہونا۔آپ دیکھیں کہ حضرت نوح 950 سال تک صبر کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے۔مَیں نے اٹھ کر کہا کہ نوح علیہ السلام تو کافر قوم کو راہ حق کی طرف بلاتے رہے جبکہ ہمارے مخاطب مسلمان ہیں۔اس نے کہا ہم اس زمانہ کی جاہلیت میں جی رہے ہیں اور یہ پہلے زمانوں کی جاہلیت سے کہیں زیادہ اورشدید ہے۔اس بات نے مجھے حیرت زدہ کردیا` مجھے یقین ہوگیا کہ مَیں درست راہ پر نہیں ہوں اورمَیں نے بشدت سچّی جماعت حق کی تلاش شروع کردی۔

تکفیری جماعت میں شمولیت

مَیں سلفی جماعت سے تو بیزار ہو ہی چکا تھا اسی اثناء میں مجھے تکفیری جماعت کا ایک شخص ملا۔جس کے ساتھ ایک طویل بحث کے بعد مَیں اس کے دلائل سے مطمئن ہوگیا اورمَیں نے سمجھا کہ یہی جماعتِ حق ہے لہذا مَیں اس میں شامل ہوگیا۔سلفیوں کو میرا یہ قدم ایک آنکھ نہ بھایا اورانہوں نے مجھے تنگ کرنا شروع کردیا اور میرا مقاطعہ کرلیا۔بہرحال قصہ مختصر یہ کہ تکفیری جماعت میں مَیں نے دس سال کا طویل عرصہ گزارا جس میں مَیں اس جماعت کا ضلعی نگران بن گیا تھا۔اس جماعت میں بھی مجھے 1995ء میں جیل بھی جانا پڑا، جس کے بعد اس جماعت کے عقائد کے مطابق میں ہجرت کر کے لیبیا چلا گیا اوروہاں پر مستقل طور پر سکونت اختیار کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ابھی مَیں نے گھر وغیرہ کا بندوبست کیا تھا کہ اچانک میری اہلیہ کی وفات ہوگئی جس کی وجہ سے مجھے لیبیا سے دوبارہ مصر آنا پڑا۔مَیں نے تکفیری جماعت کی ایک عورت سے شادی کی لیکن پانچ ماہ بعد ہی علیحدگی ہوگئی۔جس کے بعد مَیں نے اس جماعت کے بعض ذمہ دار افراد سے کہا کہ میرے لئے کوئی رشتہ پیش کریں۔ کیونکہ تکفیری جماعت میں یہ اصول رائج ہے کہ اس کا جوممبر جماعت کو بتائے بغیر شادی کرتا ہے وہ عاصی یعنی نافرمان کہلاتا ہے اوراس پر کفر کا فتویٰ لگا کر جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے مَیں ان سے کہتا کہ میرے لئے کوئی رشتہ تلاش کریں لیکن انہوں نے میری بات نہ سنی۔لہذا مَیں نے خود ہی شادی کرلی اورتکفیری جماعت والوں کو بتادیا کہ اب مجھے تنگ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔یوں مَیں نے تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔اورٹی وی خریدا نیز ڈش لگوالی اورمختلف دینی اورنیوز چینل دیکھنے لگا۔

تکفیری جماعت کے بعض عجیب عقائد

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تکفیری جماعت میں رہتے ہوئے ٹی وی خریدنا کفر کرنے کے مترادف

تھا۔اس جماعت میں ٹی وی اور کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے لوگ گندے پروگرام اور فلمیں دیکھ سکتے ہیں۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تکفیری جماعت کے چند مشہور عقائد کا بھی یہاں ذکر کردوں۔

☆ تکفیری جماعت والے خود کو جماعۃ المسلمین کا نام دیتے ہیں اور المسلمین سے ان کی مراد یہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں۔

☆ تکفیری جماعت کے نزدیک لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

(1) ایسے لوگ جنہوں نے تکفیری جماعت کے بارہ میں سنا اور اسے قبول کرلیا، یہ مسلمان کہلاتے ہیں۔

(2) ایسے لوگ جنہوں نے تکفیری جماعت کے بارہ میں سنا اور انکار کردیا، ایسے لوگ کافر کہلاتے ہیں۔

(3) ایسے لوگ جنہوں نے اس جماعت کے بارہ میں سنا بھی نہیں، ان کے اسلام یا کفر کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ہاں اس بارہ میں علم حاصل نہ کرنے پر خدا ایسے لوگوں کا محاسبہ کرے گا۔

☆ جو تکفیری جماعت میں شامل ہونے کے بعد اس کو چھوڑ جائے تو ایسا شخص نہ صرف کافر بلکہ واجب القتل ہے۔

☆ تکفیری جماعت میں چھوٹے بچوں کی تعلیم حکومتی مدارس میں نہیں ہوتی بلکہ گھر میں دی جاتی ہے۔

☆ تکفیری جماعت کے نزدیک بیت اللہ، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی، مسجد قباء، کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد مسجدِ ضرار کا حکم رکھتی ہیں، لہذا ان میں نماز جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان کو گرادینا چاہئے۔

☆ ان کی اکثریت صرف اسی جانور کا گوشت کھاتے ہیں جسے انہوں نے خود ذبح کیا ہو۔

☆ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ضرور تمکنت بخشے گا لیکن مسلمانوں کے پاس ظاہری ترقی کے آثار ناپید ہیں۔وہ آج اپنے ان وسائل کی بنا پر جدید اسلحہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔لہذا لازم ہے کہ ایسی تباہی آئے جس سے سب کچھ ختم ہوجائے اور جنگ وجدل میں تلوار اور گھوڑا پھر نمایاں ہوجائیں گے۔ان کا خیال ہے کہ کوئی ایسی تباہی نازل ہوگی کہ تمام ایٹمی ری ایکٹرز اور رہر قسم کی ترقی کی علامتیں جاتی رہیں گی اس عالمی تباہی میں صرف مومن لوگ ہی نجات پائیں گے جن کی جماعت بنے گی اور راللہ ان کو زمین میں تمکنت سے نوازے گا۔پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور مہدی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے جس کے بعد دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا۔

خاکسا (طاہر ندیم) رعرض کرتا ہے کہ مذکورہ عقائد کی غلطی ثابت کرنے کیلئے شاید کسی تبصرہ کی ضرورت تو نہیں ہے۔تاہم آخری بات کے بارہ میں کچھ کہنا ضروری ہے:

(1) صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔اسی طرح بے شمار احادیث میں ذکر ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام اس کو قتل کریں گے۔لیکن مذکورہ عقیدہ کے مطابق صورتحال یہ بنتی ہے کہ جس دجال سے تمام نبیوں نے اپنی امتوں کو ڈرایا اور جسے آکر مسیح موعود نے قتل کرنا تھا وہ مسیح کی آمد سے پہلے ہی ختم ہوجائے گا۔

(2) مسیح کی اس طریقہ پر آمد سے عملاً صورتحال یہ ہوتی ہے کہ ایک نبی جس کو سابقہ امت سے بچا کر ہزاروں سال تک زندہ رکھا گیا۔اس کو تمام انسانوں کے برخلاف اور خدا تعالیٰ کی سنت کے بھی برخلاف آسمان پر بٹھایا گیا، اور امت محمدیہ میں بگاڑ کی اصلاح کے لئے اس کے نزول کا یقین کیا جاتا رہا، اور دجال کو ختم کرنے کا صدیوں تک سہرا اسی کے سر گردانا جاتا رہا، اس نبی کے بارہ میں تکفیری جماعت والے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب اسکی ساری راہ صاف ہوجائے گی، سب دشمن مرجائیں گے اور صرف مومن ہی باقی بچیں گے تو یہ نبی نزول فرمائیں گے۔اور کام یہ کریں گے کہ جو مومن خطرناک تباہی سے بچ گئے تھے انکو جمع کرکے ان پر قیامت برپا کروادیں گے۔کیا اسی دن کے لئے غیر امت سے ایک نبی منگوایا گیا؟ اور کیا یہی وہ عظیم کام تھا جس کے لئے صدیوں انتظار کیا گیا؟؟!!

(3) خدا تعالیٰ نے تمکنت کا وعدہ خلافت سے وابستہ فرمادیا ہے اور خلافت کو نبی کی بعثت سے۔چنانچہ نبی کی بعثت اور اس کے بعد نظام خلافت کے بغیر تمکنت کا خواب ایک فضول امر ہے۔

ہم جب ایسے عقائد کے بارہ میں پڑھتے ہیں تو دل خدا تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہوجاتے ہیں کہ اس نے ہمیں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی توفیق بخشی ہے جنہوں نے آکر ہمیں ان سب بے سروپا عقائد اور بے اصل و بے حقیقت باتوں سے نجات دلوادی اور ہمیں حقیقی ایمان اور اس کی حلاوت سے آشنائی نصیب ہوئی۔

بہر حال ان جماعتوں میں رہنے کے بعد مکرم معروف صابر صاحب کا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا جس کا ذکر اگلی قسط میں کیا جائے گا۔انشاء اللہ۔

(باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡✡

جماعت احمدیہ کونگو (کنشاسا) کے صوبہ

کاسائی اورینٹل (KASAI ORIENTAL) کے

تیسرے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: عدنان احمد بٹ مبلغ سلسلہ کونگو کنشاسا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کاسائی اورینٹل کو اپنا تیسرا جلسہ سالانہ مورخہ 16/اپریل 2011ء کو صوبائی دارالحکومت بوجمائی (Mbuji Mayi) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔بوجمائی شہر دارالحکومت کنشاسا سے تقریباً 1500 کلومیٹر دور مشرق میں واقع ہے۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے مہمانوں کی آمد جلسہ سے تین روز قبل شروع ہوگئی تھی جبکہ کنشاسا سے مرکزی وفد جو مکرم امیر صاحب اور خاکسار پر مشتمل تھا جلسہ سے دو روز قبل بوجمائی پہنچا۔

جلسہ کے انعقاد کیلئے ایک ہال کرایہ پر لیا گیا تھا اور جلسہ کے اعلانات مقامی ریڈیو کے ذریعہ بار بار ہوتے رہے۔

جلسہ کے پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم علی صاحب نے کی جس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام 'حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی' فرنچ ترجمہ کے ساتھ پیش کیا۔اس کے بعد مکرم نعیم احمد صاحب باجوہ، امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کونگو نے نماز کے قیام کے حوالے سے افتتاحی تقریر کی اور دعا کروائی۔

افتتاحی دعا کے بعد خاکسار نے **برکاتِ خلافت** کے موضوع پر تقریر کی، بعد ازاں مکرم عباس کاتوکا (Katuka) صاحب نے **طہارت کی اہمیت** کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم صالح لوفولو آبو (Lufuluabu) صاحب جو صوبائی معلم ہیں نے **اسلام میں اطاعت** کے حوالہ سے تقریر کی اس تقریر کے بعد پہلے سیشن کا اختتام ہوا اور ہال سے باہر لان میں نماز ظہر و عصر ادا کی گئی۔

دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا جس کے بعد اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم رمضان صاحب نے '**حضرت رسول اکرم ﷺ بطور رحمۃ للعالمین**' کے موضوع پر کی۔ بعدہٗ مکرم محمود کاکانگالا (Kikangala) صاحب نے جو جماعت احمدیہ لوبمباشی Lubumbashi کے صدر ہیں اور عرصہ تین سال سے احمدی ہیں نے، "**تخلیقِ انسان کی غرض اور اسے کیسے پورا کیا جائے**" کے موضوع پر تقریر کی۔ ان کی تقریر کے بعد چند مہمانوں نے اپنے تأثرات پیش کئے۔مجموعی لحاظ سے سب مہمانوں نے بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ جماعت کو ایسے پروگرام مزید کرنے چاہئیں تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم سب پر عیاں ہو۔عیسائی پادریوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا کہ جس انداز سے جماعت احمدیہ تبلیغ کرتی ہے اور پیغام دیتی ہے یہی طریق مذہبی دنیا میں امن قائم کرسکتا ہے اور دنیا کو اکٹھا کرسکتا ہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی جس میں انہوں نے "آمد امام کامگار" کے موضوع پر عمدہ طور پر روشنی ڈالی اور موعود امام کو ماننے کا پیغام لوگوں تک پہنچایا تا کہ الٰہی وعدوں کے مطابق سب امن کے گھر میں داخل ہوں۔

آخر پر مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب نے حاضرین کے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیئے۔دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔جلسہ کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کی حاضری 380 رہی۔الحمدللہ۔

احمدی احباب کا پیدل سفر

جلسہ میں شامل ہونے کے لئے احمدی احباب نے پیدل سفر بھی کیا اور برکات سے فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ بعض احباب ایک سو کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرکے شامل جلسہ ہوئے۔

جلسہ کے بارہ میں نومبائعین کے تأثرات

مکرم جمعہ صاحب نے جو جماعت Munkamba سے 100 کلومیٹر سے زائد فاصلہ پیدل طے کرکے آئے تھے اور جنہوں نے تقریباً تین ماہ قبل احمدیت قبول کی ہے کہا کہ غیر از جماعت نے ہماری جماعت کے بارہ میں بڑا غلط پروپیگنڈا کیا تھا اب جلسہ میں شامل ہوکر اور جلسہ کا انتظام دیکھ کر ان کے جھوٹ کا اندازہ ہوا ہے اور اس جلسہ سے ہم نے بہت سبق حاصل کیا ہے اور اب ہم بھی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔

مکرم موسیٰ کامبا (Kamba) صاحب نے جو اسی سال احمدی ہوئے ہیں اور اپنی مسجد میں امام ہیں ،نے بتایا کہ مَیں نے ایسے جلسہ میں پہلی بار شرکت کی ہے اور بہت سی باتیں معلوم کی ہیں جو مَیں دوسروں کو بھی واپس جاکر بتاؤں گا۔دوسرے مسلمانوں کے بھی اجلاسات میں شامل ہوا ہوں جو اکثر جھگڑے اور فساد پر ختم ہوتے ہیں لیکن ہمارا جلسہ بڑے امن اور سکون سے ہوا۔انہوں نے کہا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کا کوئی رہنما نہیں اس کا شیطان رہنما ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے رہنما حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

مکرم رمضان صاحب نے جو 55 کلومیٹر دور Mabaya جماعت سے پیدل سفر کرکے جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے بتایا کہ ایسے کامیاب جلسہ پر میں جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔مَیں 1980ء سے مسلمان ہوں لیکن کبھی بھی مَیں نے ایسا انتظام نہیں دیکھا۔اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ہاں ایک رہنما بھی ہے اور نظام جماعت بھی قائم ہے اس جلسہ سے عیسائیوں پر کھل گیا ہے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔

مکرم مصطفیٰ صاحب نے جو مقامی جماعت Bipemba کے صدر ہیں کہا کہ مَیں جلسہ کے انعقاد سے بہت خوش ہوں۔میرے تمام غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں نے جلسہ کو بہت پسند کیا ہے اور آئندہ بھی جلسہ میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی ہے خاص طور پر پادری بہت حیران ہوئے ہیں کہ مسلمان بھی ایسی مؤثر تبلیغ کرسکتے ہیں۔

مکرم یحییٰ صاحب نے جو 57 کلومیٹر دور جماعت Mabala سے پیدل آئے تھے کہا کہ مَیں جلسہ کی تقاریر سے بہت متاثر ہوا ہوں اور عیسائیوں نے پہلی دفعہ ایسی شاندار اور منظّم جماعت کا مشاہدہ کیا ہے۔

✡✡✡✡✡✡

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

بہت سے سعید فطرت ہیں جنہوں نے خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے رہنمائی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی اور بعض سعید فطرت ایسے ہیں جو نیکی کی تلاش میں رہتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ ویسے بھی رہنمائی فرمادیتا ہے۔

دنیا کے مختلف علاقوں اور قوموں سے تعلق رکھنے والے افراد کی خوابوں کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان۔

مکرم احمد باکیر صاحب (سیریا)، مکرم تامر الراشد صاحب (سیریا)، مکرم محمد مصطفیٰ رعد صاحب (سیریا) اور مکرم لطف الرحمٰن شاکر صاحب (جرمنی) کی نماز جنازہ غائب اور مرحومین کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29/اپریل 2011ء بمطابق 29/شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِناَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعض کتب میں اپنے مسیح و مہدی ہونے کا اعلان کرتے ہوئے حق کی تلاش کرنے والے علماء و صلحاء اور عوام الناس کو اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ بلا وجہ تکفیر کے فتوے لگانے یا عوام الناس کو بغیر سوچے سمجھے علماء کے پیچھے چلنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک کتاب ''نشانِ آسمانی'' میں یہ طریق بھی بتایا ہے کہ توبۃ النصوح کر کے رات کو دو رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین پڑھے، دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے کہ تُو پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، اس شخص کے بارے میں مجھ پر حق کھول دے۔

پھر اس میں آپ نے دوبارہ یہ تاکید فرمائی ہے کہ اپنے نفس سے خالی ہو کر یہ استخارہ کرنا شرط ہے۔ لیکن اوّل تو توبۃ النصوح ہی بہت بڑی کڑی شرط ہے۔ اس پر عمل ہی کوئی نہیں کرتا اور خاص طور پر علماء تو بالکل ہی نہیں کر سکتے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر دل بُغض سے بھرا ہوا اور بدظنی غالب ہو تو پھر شیطانی خیالات ہی آئیں گے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بہت دعا کرتے ہیں ہمیں تو کوئی سچائی نظر نہیں آئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دل میں ہی کینہ بھرا ہوا ہے، بُغض بھرا ہوا ہے تو پھر شیطان نے رہنمائی کرنی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ رہنمائی نہیں کرتا۔

(ماخوذاز نشان آسمانی روحانی خزائن جلد4 صفحہ 400,401)

اسی طرح علماء اور صلحاء کو خاص طور پر اپنی کتاب ''کتاب البریہ'' میں مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنے کی تجویز دی۔ (ماخوذ از کتاب البریہ روحانی خزائن جلدنمبر13 صفحہ364)

لیکن بُغض سے بھرے ہوئے علماء اس تجویز پر کبھی عمل نہیں کرتے اور عوام الناس کو بھی اپنے ساتھ ڈبو رہے ہیں۔ بہرحال اس کے باوجود بہت سے سعید فطرت ہیں جو اس نسخے کو آزماتے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی رہنمائی فرمائی اور اس کے علاوہ بعض سعید فطرت ایسے ہیں جو نیکی کی تلاش میں رہتے ہیں اُن کی اللہ تعالیٰ ویسے بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ بہرحال اس زمانے میں بھی آج کل بھی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اُن لوگوں کی رہنمائی فرماتا چلا جا رہا ہے جو حق کی تلاش میں سنجیدہ ہیں۔ اس وقت مَیں ایسے ہی لوگوں کے چند واقعات پیش کروں گا۔

تبشیر کی رپورٹ کے مطابق جو عربی ڈیسک نے اُن کو دی کہ اس ماہ اپریل کے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں ایم۔ٹی۔اے تھری پر جو عربی پروگرام آتا ہے اس میں ایک مصری دوست مکرم عبدہ بکر محمد بکر صاحب نے فون کر کے بتایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق استخارہ کیا اور یہ دعا کی تو اُسی رات رؤیا میں دیکھا کہ مَیں اپنے ایک سلفی رشتے دار کو اپنے ہاتھ کی انگلی ہوا میں لہراتے ہوئے بڑے جوش سے کوئی بات کہہ رہا ہوں لیکن میرے الفاظ مجھے سنائی نہیں دیتے۔ جب مَیں خواب سے بیدار ہوا تو اگلے دن پھر اسی طریق پر دعا کی اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ اے اللہ! مجھے کوئی واضح چیز دکھا جس سے انشراحِ صدر ہو جائے۔ چنانچہ مَیں نے دوبارہ وہی رؤیا دیکھا کہ مَیں اپنے اُسی رشتے دار کے سامنے کھڑا ہوں اور اپنے ہاتھ کی انگلی لہراتے ہوئے تین بار کہتا ہوں کہ **وَاللّٰهِ الْعَظِيْم۔ اِنَّ الْجَمَاعَةَ الْاَحْمَدِيَّةَ جَمَاعَةُ الْحَقِّ**۔ یعنی خدائے عظیم کی قسم ہے کہ جماعت احمدیہ ہی سچی جماعت ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کی توفیق دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ایک دن دعا کر کے نہ بیٹھ جاؤ بلکہ کم از کم اس سنجیدگی سے دو سے تین ہفتے یا زیادہ دعا کرو۔ جب اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہو تو اللہ تعالیٰ ایک وقت میں رہنمائی فرمائے گا۔ (ماخوذاز نشان آسمانی روحانی خزائن جلد4 صفحہ 401)

پھر ہمارے امریکہ کے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ عبدل سلیم صاحب پچیس، تیس سال پہلے فجی سے لاس انجلیس امریکہ آئے تھے اور عیسائی ماحول ہونے کی وجہ سے عیسائیت قبول کر لی مگر بعد ازاں ایک مسلمان کی تبلیغ سے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا۔ کہتے ہیں اُن کی دوستی خاکسار (یعنی ہمارے جو مبلغ ہیں انعام الحق کوثر اُن) سے ہو گئی اور یہ ہماری مسجد میں آنے لگے۔ انہیں احمدیت کے متعلق تفصیل بتائی۔ مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا اور یہ مشورہ دیا کہ وہ دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کریں۔ اور دعائے استخارہ کا مسنون طریقہ بتایا۔ چنانچہ انہوں نے استخارے کی دعا کی اور خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے۔ اگلے روز وہ حسبِ عادت غیر احمدیوں کی مسجد میں گئے۔ وہاں عرب سے کوئی شیخ آئے ہوئے تھے۔ اُس شیخ نے حاضرین کو سوال کرنے کی دعوت دی تو عبدل سلیم صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ قرآن و حدیث کے مطابق یہ زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا ہے۔ چنانچہ مَیں نے دعا کی کہ اے خدا! تو مجھے بتا۔ کیا امام مہدی آ گئے ہیں؟ اور اگر آ گئے ہیں تو کون ہیں؟ تو کہتے ہیں مَیں نے اُن کو بتایا کہ میری خواب میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آئے۔ اس پر شیخ نے کہا کہ یہ شیطانی خواب ہے اور اس میں کوئی صداقت نہیں۔ تم کثرت سے تعوّذ پڑھو اور دُرود شریف پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے پھر دعا کی۔ کثرت سے درود شریف پڑھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو خواب میں نظر آئے۔ چنانچہ یہ پھر دوبارہ شیخ کی مجلس سوال و جواب میں گئے اور وہاں ذکر کیا۔ اُس شیخ نے پھر کہا کہ یہ شیطانی خواب ہے۔ عبدل سلیم صاحب نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ رات کو مَیں کثرت سے تعوذ پڑھتا ہوں۔ درود شریف پڑھتا ہوں۔ پھر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! تو مجھے امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتا۔ مگر بقول آپ کے خدا تعالیٰ مجھے جواب نہیں دیتا مگر صرف شیطان جواب دیتا ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ یہ جواب سن کر مسجد میں شور مچ گیا اور انہوں نے کہا اس کو یہاں سے باہر نکالو۔ یہ کافر ہے۔ یہ پلید ہے۔ کہتے ہیں یہاں تک کہ عورتوں کی طرف جو سائڈ سکرین تھی، وہاں سے بھی سکرین پیٹی جانے لگی کہ اسے باہر نکالو۔ یہ کافر

ہے۔ بہرحال یہ کہتے ہیں مَیں وہاں سے اُٹھ کر آ گیا اور یہ سارا واقعہ انہوں نے ہمارے مبلغ کو سنایا اور پھر کہا کہ اب مجھے شرح صدر ہوگئی ہے کیونکہ شیخ کے پاس تو اس کا کوئی جواب نہیں اور اب میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔ جس دن بیعت کی تو اسی روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکمل طور پر خواب میں اُن پر ظاہر ہوئے اور اُن کو سلام کیا اور مصافحہ کیا اور احمدیت قبول کرنے پر مبارکباد دی۔ اور کہتے ہیں اگلے دن مَیں بڑا خوش تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس طرح مَیں نے مصافحہ کیا۔

تو یہ لوگ جو گزشتہ ایک سو بیس سال سے شیخ ہیں یا نام نہاد علماء ہیں، اسی طرح عوام الناس کو، مسلمانوں کو ورغلاتے چلے جا رہے ہیں۔ اور آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ بڑی شان سے پورے ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’مَیں دیکھتا ہوں اور آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا ہے اور میری جماعت کو بڑھایا ہے‘‘۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ نمبر249,250)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گو اپنے وجود کے ساتھ ہم میں موجود نہیں لیکن جماعت کا بڑھنا، آپ کا لوگوں میں خوابوں کے ذریعے سے آ کے اپنی سچائی ثابت کرنا یہی زندگی کا ثبوت ہے۔

پھر انڈونیشیا سے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ڈیڈی سناریہ (Dedi Sunarya) صاحب جماعت احمدیہ سیانجوڑ (Cianjur) ویسٹ جاوا کے ممبر ہیں۔ ان تک جماعت کا پیغام 2006ء تک پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے جماعتی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ اُن کی پسندیدہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ تھی۔ وہ کہتے ہیں بارہا اس کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی انہیں احمدیت قبول کرنے میں ہچکچاہٹ تھی۔ ایک دن انہیں کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے استخارہ کریں۔ چنانچہ وہ مسلسل دعا کرتے رہے اور فروری 2008ء میں انہوں نے خواب میں ایک زبان میں ایک جملہ سُنا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’اگر تم وہاں جانا چاہتے ہو تو پہلے تمہیں مضبوط ہونا ہوگا‘‘ اس کے بعد جلد ہی اُنہیں ایک اور خواب آئی جس میں اُنہیں کہا گیا کہ وہ چالیس دن روزے رکھیں۔ ان روزوں میں اُنیسویں اور اکیسویں رات انہیں کشف دکھایا گیا جس میں ایک سفید لباس میں ملبوس شخص یہ کلمات دہرا رہا تھا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ احمدیت سچی ہے، تمہیں یقیناً لیلۃ القدر حاصل ہوگئی ہے اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔ کہتے ہیں یہ کشف مجھے کئی مرتبہ ہوا۔ بالآخر 2008ء میں انہوں نے اپنی اہلیہ سمیت احمدیت قبول کر لی اور اس کے بعد کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مشکلات کو انہوں نے بڑے صبر اور حوصلے سے برداشت کیا۔

کینیڈا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ سینٹ تھامس (اونٹاریو) کے رہائشی ایک مقامی لوکل شخص بل روبنسن (Bill Robinson) تھے جو بڑے پُرجوش عیسائی تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ عیسائیت سے بیزار ہو گئے اور خدا سے دعا کرنے لگے کہ اے خدا! صحیح راستہ مجھے دکھا۔ کہتے ہیں ایک شب نہایت شدت سے مَیں نے دعا کی کہ اگر خدا موجود ہے تو مجھے صحیح راستہ دکھا۔ صبح کو اُس نے دیکھا کہ اس کے میل باکس میں جماعت احمدیہ کا پمفلٹ پڑا ہوا ہے۔ بل نے اُسے خدائی نشان سمجھتے ہوئے جماعت سے رابطہ کیا اور مارچ 2011ء میں بیعت کر لی۔ اُن کا کہنا تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد جب وہ نہائے تو محسوس کیا کہ اُن کے سارے گناہ دُھل کر بہہ گئے ہیں اور وہ نئے انسان بن گئے ہیں۔ تو جو نیک فطرت ہیں اُن کو معجزوں کی کثرت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اُنہوں نے صرف اپنے پوسٹ باکس میں ایک پمفلٹ دیکھ کے اس کو بھی خدائی تائید سمجھتے ہوئے احمدیت کا مطالعہ کیا اور پھر احمدیت قبول کر لی۔

پھر قزاقستان سے وہاں کے ہمارے مقامی معلم روفات توکاموف صاحب لکھتے ہیں کہ گل سیزم آئمہ کینا صاحبہ نے 2010ء میں بیعت کی۔ اس سے قبل وہ صوفی ازم سے منسلک رہیں۔ اُن کا پہلا سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے بارے میں ہم سے سُن کر بہت حیران ہوئیں۔ اُس نے بتایا کہ جماعت میں داخل ہونے سے تقریباً تین چار ماہ پہلے اُس نے خواب دیکھا کہ گویا کسی نے بورڈ پر عربی زبان میں کچھ لکھا ہے جسے وہ نہ پڑھ سکیں۔ تاہم اُس کا مفہوم اُسے یہ بتایا گیا کہ امام مہدی آپ کے درمیان موجود ہے۔ اس کے تقریباً دو ہفتے بعد اُس نے وہاں ایم۔ٹی۔اے پر جلسہ سالانہ جرمنی میں مجھے خطاب کرتے ہوئے دیکھا تو اُس پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ وہ کہتی ہیں مجھے پہلے ہی دکھایا گیا تھا کہ امام مہدی آ چکے ہیں اور امام مہدی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اُس کے بعد اُس نے احمدیت قبول کر لی۔

سیرالیون کے ہمارے مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ کینیما ڈسٹرکٹ کے بنڈوما (Gbandoma) گاؤں میں ڈاکٹر تامو صاحب مشنری صالح لہائے صاحب اور معلم مصطفیٰ فوفانا، تینوں داعیانِ الی اللہ تبلیغ کے لئے گئے۔ تبلیغ کرنے کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے الحاجی مصطفیٰ تامو کو استخارہ کرنے کا طریق بتایا کہ اس طرح آپ احمدیت کی صداقت معلوم کر سکتے ہیں۔ اگلی صبح الحاجی مصطفیٰ تامو صاحب جو ابھی احمدی نہ تھے۔ انہوں نے مسجد میں نمازِ فجر کے بعد خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر حق کھول دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رات خواب میں دیکھا کہ وہ بائیسکل پر شہر جانا چاہتے ہیں۔ (اب افریقنوں کو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو سمجھ نہیں آتی اور ہم زیادہ ترقی پسند، ترقی پذیر اور علم دوست ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جب رہنمائی فرمانی ہو، جس کو ہدایت دینی ہو، اُس کے لئے چھوٹی سی چیز میں ہی ایک رہنمائی فرما دیتا ہے جو سمجھنے والے سمجھ جاتے ہیں۔ اور یہ دیکھیں کہتے ہیں کہ خواب میں دیکھا کہ) بائیسکل پر شہر جانا چاہتے ہیں اور اِن کے پاس بھاری سامان ہے۔ فکر مند ہیں کہ کس طرح بھاری سامان لے کر شہر پہنچیں؟ اتنے میں ایک لڑکے نے آ کے پیغام دیا کہ تمہارا بھائی صالح (جو ہمارے معلم ہیں) تمہیں بلا رہے ہیں کہ تم میرے ساتھ گاڑی پر آ جاؤ۔ مَیں نے جب پیچھے مُڑ کر دیکھا تو میرا بھائی صالح جو احمدی ہے ایک خوبصورت پگڑی پہنے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے کہ آؤ کار پر چلیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے فوراً سمجھ لیا کہ میری مشکلات سے نجات احمدیت میں ہی ہے۔ اور حقیقی عزت اسی میں ہے۔ اس خواب بیان کرنے کے بعد وہ آئے کہ میری بیعت لے لیں۔

شام سے ہمارے ایک دوست ہیں یاسر برہان الحریری صاحب۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے اپنے کزن رتیب الحریری صاحب سے جماعت کا ذکر سنا تو سنتے ہی میرے دل میں حق راسخ ہو گیا اور مَیں بیعت کرنے پر بھی رضا مند ہو گیا۔ دو روز قبل مَیں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ! مجھے حق کے بارے میں کھول کر بتا دے اور پھر اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما۔ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ مَیں ایک اَن پڑھ انسان ہوں۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچے چلا جا رہا ہے۔ مَیں کافی دور تک اُس کے ساتھ چلتا رہا۔ پھر پوچھا کہ تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ اُس نے کہا کچھ دیر بعد تم خود ہی دیکھ لو گے۔ چنانچہ مَیں نے آگ کے بلند شعلے اور بہت کثرت سے لوگ دیکھے۔ یہ دیکھ کر مَیں نے خوفزدہ ہوتے ہوئے اُس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اُسی وقت آسمان سے نور نازل ہوا اور جب مَیں نے اُسے دیکھا تو اُس شخص کو کہا کہ اب مَیں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ اس نور کو دیکھ کر مجھے راحت و اطمینان اور سکینت مل گئی ہے۔ اس رؤیا کے بعد مجھے انشراح صدر ہو گیا۔ الحمد للہ اُس کے بعد بیعت کر لی۔

مکرمہ رنا محمد البواعنہ صاحبہ اُردن کی ہیں۔ یہ کہتی ہیں کہ میرا جماعت سے تعارف اپنے خاوند کے ذریعے ہوا۔ انہوں نے تین سال ایم۔ٹی۔اے دیکھنے کے بعد چند ماہ قبل بیعت کر لی تھی۔ مَیں نے بیعت کے بعد اپنے میاں میں خدا تعالیٰ سے تعلق میں نمایاں تبدیلی دیکھی۔ اُن کی دعا کا انداز اور نمازوں کی پابندی اور خشوع و خضوع نمایاں طور پر بدل گیا۔ وہ مجھ سے بھی جماعتی عقائد کی بات گاہے بگاہے کرتے اور مجھے امام الزمان کی کتابوں کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ خصوصاً ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ پڑھنے کے لئے دی جو مجھے بہت پسند آئی اور اس کے بعد مَیں نے عربی کتاب ’’التبلیغ‘‘ کا مطالعہ کیا اور وہ بھی بہت عمدہ تھی۔ اس پر مَیں نے خدا تعالیٰ کے حضور انشراحِ صدر کے لئے دعا کی۔ چنانچہ مجھے بہت سی خوابیں آئیں جن میں سے ایک یہ تھی۔ کہتی ہیں مَیں نے دیکھا کہ میرے میاں مختلف رنگوں کے گلاب کے پھولوں سے سجے ہوئے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہیں اور آپ کے ساتھ بہت زیادہ لوگ موجود ہیں جو بہت خوش ہیں۔ جبکہ مَیں نیچے پستی میں کھڑی ہوں اور اُن کی طرف دیکھ رہی ہوں اور خواہش کرتی ہوں کہ اُن کے ساتھ مل جاؤں۔ چنانچہ مَیں نے اُن کی طرف چڑھنا شروع کیا۔ اوپر کی طرف راستہ بہت خوبصورت اور ہر طرف سے سبز و شاداب اور دیدہ زیب رنگ برنگے پھولوں سے سجا ہوا تھا۔ جب میں اوپر چڑھتے چڑھتے تھک جاتی تو مختلف پھولوں سے سجائے ہوئے بہت دلکش گھڑوں سے پانی پیتی جو بہت شیریں اور اس قدر مزے دار تھا کہ اس جیسا مَیں نے پہلے کبھی نہیں پیا۔ کہتی ہیں اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ جو کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے وہی حقیقی رنگ میں اسلام کی دلکش اور خوبصورت تعلیم ہے۔ لہٰذا مَیں نے اپنے میاں سے کہا کہ میری بیعت بھی ارسال کر دیں۔

پھر الجزائر کی ایک فتیحہ صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں مَیں نے ایم۔ٹی۔اے کے بہت سے پروگرام دیکھنے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک بہت بڑی جماعت میں شامل ہوں جس کی رہنمائی (میرا لکھا کہ) خلیفۃ المسیح الخامس اپنے روایتی لباس میں کر رہے ہیں۔ اور ایک مسجد کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں جس کے دروازے کھلے ہیں اور اس مسجد کے اندر نور چمک رہا ہے۔ اس خواب کے بعد 9؍فروری 2010ء کو کہتی ہیں مَیں نے بیعت ارسال کر دی اور بڑی شدت سے جواب کا انتظار کرنے لگی۔ اُسی رات مَیں نے دیکھا کہ میں ایک فریم کئے ہوئے آئینے میں دیکھ رہی ہوں۔ اچانک مجھے اپنی شکل فریم میں نظر آنے لگی اور وہ شکل بہت چمکدار، روشن تھی۔ مَیں نے زندگی بھر اپنی شکل اتنی خوبصورت

THOMPSON & Co. SOLICITORS
New Office in Fleet Street

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Criminal Litigation and Civil & Commercial Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 2-3 Hind Court, Fleet Street, London EC4A 3DL. Tel: 020 7936 2427
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

نہیں دیکھی۔ پھر اچانک وہ تصویر غائب ہوگئی اور آئینہ میں میری بچپن کی تصویر اسی طرح روشن اور نہایت خوبصورت شکل میں ظاہر ہوئی۔ مَیں اُسے دیکھ کر خواب میں بہت زیادہ خوش تھی اور اچانک مَیں نے اپنے بائیں طرف دیکھا تو میرا ایک اسسٹنٹ نظر آیا جس نے کہا کہ دیکھو، احمدیت کے آثار کس طرح میرے اندر منعکس ہو رہے ہیں۔

محمد یحیٰ سیہوب الجزائر کے ہیں۔ کہتے ہیں مَیں نے چند ماہ قبل بیعت کی توفیق پائی۔ اس کا سہرا میرے بیٹے سلیم کے سر ہے جسے مختلف چینل دیکھنے کا شوق ہے۔ اور اسی تلاش میں اُسے ایم۔ٹی۔اے مل گیا جہاں پروگرام حوارِ مباشر جاری تھا۔ چنانچہ اس نے کئی پروگرام دیکھے اور پروگرام کے درمیان فون بھی کئے اور عربی ویب سائٹ پر موجود مواد کا مطالعہ بھی کیا۔ جب کوئی بات خلافِ شریعت نظر نہ آئی اور واضح دلائل سنے تو بیعت کر لی۔ لیکن مَیں نے بیعت سے قبل استخارہ کیا اور خدا تعالیٰ سے التجا کی کہ مجھے اس شخص یعنی سیدنا احمد علیہ السلام کی حقیقت بتا دے۔ تو مَیں نے خواب میں کچھ لوگوں کو اُن کے گھروں میں دیکھا کہ وہ شدید آندھی کا سامنا کر رہے ہیں۔ وہ اپنے گھر کے باہر والے اُس پردہ کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں جو باہر سے اُن کے برآمدے کو ڈھانکتا ہے لیکن وہ اُسے پکڑ نہیں سکتے اور پردہ اوپر ہوا میں اُٹھ جاتا ہے اور وہ بے پردہ ہو جاتے ہیں اور گھر کے اندر سے چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ جیسے حقیقت میں ایک بڑا زلزلہ برپا ہو گیا ہے۔ اس پر مَیں نے بے ساختہ ڈر کر نہایت مرعوب آواز میں کلمہ شہادت پڑھا اور دل کی گہرائیوں سے تین بار دہرایا۔ اس کے بعد سکون ہو گیا اور کہتے ہیں مَیں نے مؤذن کی آواز سنی اور یہ سب کچھ فجر سے پہلے ہوا۔ جب مَیں بیدار ہوا تو میری آنکھیں خدا تعالیٰ سے ڈر کی وجہ سے آنسوؤں سے تر تھیں۔ پھر نماز کے لئے اُٹھا تو میرا یہ ڈر ختم ہو گیا تھا اور سکینت میرے دل پر اترتی محسوس ہوئی۔ یہ کہتے ہیں کہ اس خواب سے مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت مجھ پر واضح ہوگئی، سمجھ آ گئی کیونکہ مَیں دعا کر رہا تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

ہانی طاہر صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل لبنان سے ایک دوست مکرم جمیل صاحب نے بیعت کی تھی۔ انہوں نے اپنی بہن یاسمین کو تبلیغ کرنی شروع کی لیکن وہ قائل نہ ہوتی تھی۔ آج انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اب اس نے ایک خواب کی بنا پر بیعت کا فیصلہ کیا ہے۔ لکھتی ہیں کہ ہفتہ کے روز نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے طلبِ ہدایت کے لئے بہت دعا کی۔ رات کو سونے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پڑھ رہی تھی۔ (بیعت تو نہیں کی تھی لیکن دشمنی ایسی بھی نہیں تھی کہ کتابیں نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پڑھ رہی تھیں) اسی دوران نیند آ گئی اور خواب میں حضورِ انور کو بعض اَور لوگوں کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔ حضور نے پوچھا کہ کیوں بیعت کرنا چاہتی ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ آپ کی باتیں درست اور معقول ہیں۔ اس لئے بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد خواب میں ہی بیعت کر لی۔ بیدار ہونے کے بعد محسوس ہوا کہ خواب حقیقت سے بھی زیادہ واضح تھی۔

محمود یحیٰ علی صاحب یمن کے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مَیں نے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جاننے کے لئے استخارہ کیا تو خواب میں آپؑ کو دیکھا کہ آپ خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس ایک سفید شاخوں والے درخت کے پاس کھڑے ہیں جس کی بلندی تقریباً دو میٹر ہے اور کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں، اس کے بعد آنکھ کھل گئی لیکن حضور کے الفاظ یاد نہیں رہے۔ کہتے ہیں کچھ دنوں کے بعد پھر مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خانہ کعبہ میں منبرِ رسول پر کھڑے خطاب فرما رہے ہیں۔ اس پر آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد لوگوں کو جماعت کے افکار و عقائد کی تبلیغ میں نے شروع کی تو اُن کی طرف سے ہنسی مذاق کا نشانہ بننا پڑا۔ انہوں نے مجھے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم ذہنی مریض ہو گئے ہو۔ بعض نے بدزبانی کی۔ بعض نے بات کرنا ہی چھوڑ دی۔ لیکن الٰہی جماعتوں کے ساتھ تمسخر اور استہزاء تو لوگوں کی پرانی عادت ہے جس کا قرآنِ کریم میں بھی ذکر ہے۔ بہرحال میں نے مع اہلیہ و بچے بیعت کر لی۔

مکرم عبدالقاعد احمد صاحب یمن سے لکھتے ہیں کہ دو سال سے ایم۔ٹی۔اے دیکھ رہا ہوں۔ اُن سارے سوالوں کے جواب مل گئے ہیں جن کا جواب جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی کے پاس نہ تھا۔ پہلی دفعہ ایم۔ٹی۔اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر دل کو تسلی ہوگئی کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد متعدد مبشر خوابیں دیکھی ہیں۔ چند ایک عرض ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ دیکھا کہ حضرت عزرائیل مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تمہاری عمر ختم ہو چکی ہے۔ پھر مجھے ایک خوبصورت اور خوشنما جگہ پر لے گئے جہاں غیر عرب لوگ سفید لباس اور پگڑیاں پہنے ہوئے ہیں۔ پھر عزرائیل نے میرے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد مجھے بیہوشی کی سی کیفیت محسوس ہوئی (یہ خواب میں ہو رہا تھا) اور پھر کہتے ہیں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ غالباً اس سے مراد یہ تھی کہ جماعت احمدیہ سے تعارف کے بعد ایک پاک زندگی کی طرف میرا سفر شروع ہو گیا۔ خواب میں مسیح الدجال کو دیکھا جو بیساکھیوں کے سہارے چل رہا تھا۔ مَیں نے بڑھ کر اس کی گردن توڑ دی۔ اس کی تعبیر میرے ذہن میں آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بعد مجھے اور میرے ایمان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ کہتے ہیں کچھ مدت کے بعد پھر خواب میں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کو پیٹھ پھیر کر جاتے دیکھا اور اُس کی تعبیر یہ سمجھ آئی کہ اب مسیحی عقیدے کے ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں اور ہم آپ کا نورانی چہرہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا رنگ مرجان کے موتیوں کی طرح ہے۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور حضور سے ملتے ہی آپ کے ہاتھ چوم کر مَیں رونے لگ گیا۔ آپ نے کمال شفقت سے فرمایا۔ ''آؤ نماز پڑھیں'' تب ہم نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔

نائیجیریا سے ہمارے مبلغ ندیم صاحب لکھتے ہیں کہ بینوے سٹیٹ (Benue State) کے ایک امام خالد شعیب صاحب سے ہمارے ایک معلم کا رابطہ قائم ہوا۔ اُن کو جماعت کا لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ اُن کی دلچسپی بڑھی اور یہ جماعت کے ہیڈ کوارٹر ابوجا آئے اور مبلغِ سلسلہ سے کافی سوال و جواب ہوئے۔ اور مزید عربی لٹریچر حاصل کیا۔ کچھ دنوں کے بعد امام صاحب نے بتایا کہ اب مجھے مکمل تسلی ہے اور مَیں نے ایک خواب بھی دیکھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نائیجیریا میں ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے ہیں۔ اور مَیں ہاؤسا زبان میں اس خطاب کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ خطاب کے اختتام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے دو قلم اور ایک کتاب عطا فرمائی۔ اس لئے اب میری تسلی ہے اور مَیں دل سے احمدی ہو چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے ہی ہاؤسا زبان میں ایک خط تیار کیا جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں نے جماعت کی کتابیں پڑھی ہیں جس میں ''اَلْمَسِیْحُ النَّاصری فی الھِند'' اور ''القولُ الصَّرِیح فِی ظھورِ المھدی والمَسیح'' شامل ہیں۔ اور میں اس بات پر ایمان لا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود ہی وہ مسیح ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ لہٰذا مَیں نے جماعت کو قبول کر لیا ہے۔ نیز خط میں لکھا ہے کہ باقی ائمہ کرام کو بھی اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اس جماعت کو قبول کر لیں۔ اور امام صاحب نے یہ بھی لکھا کہ انہوں نے اپنی طرف سے ''القولُ الصَّرِیح فِی ظھورِ المھدی والمَسیح'' کا ہاؤسا زبان میں ترجمہ شروع کر دیا تھا لیکن چند روز قبل کہتے ہیں مَیں نے خواب دیکھی کہ ایک سفید آدمی جو سفید لباس میں ملبوس ہیں میرے پاس آئے اور کہا کہ پہلے ''اَلْمَسِیْحُ النَّاصری فی الھِند'' کا ترجمہ کریں۔ یہ میری کتاب ہے اور اس ترجمے کو، کوگی سٹیٹ (Kogi State) میں اپنے لوگوں تک پہنچائیں۔ لہٰذا مَیں نے اس کتاب کا ترجمہ شروع کر دیا ہے جو اَب مکمل ہونے والی ہے۔ کہتے ہیں میرے کئی شاگرد ہیں اُن تک بھی مَیں انشاء اللہ احمدیت کا پیغام پہنچاؤں گا۔

برکینا فاسو سے ہمارے مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک معلم نے اپنے ایک زیرِ تبلیغ دوست زَیلا ابوبکر کو کہا کہ اگر تم جماعتِ احمدیہ کی سچائی پرکھنا چاہتے ہو تو مَیں ایک نسخہ بتاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ تم روزانہ بلاناغہ دو نوافل ادا کرو اور اس میں صرف اور صرف خدا تعالیٰ سے جماعتِ احمدیہ کی سچائی دریافت کرو۔ انشاء اللہ خدا تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور ایک دن زَیلا ابوبکر صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی جو سفید فام ہے آیا اور کہا کہ اوپر چڑھ آؤ۔ لگتا تھا کہ وہ سفید فام زمین سے اوپر کی طرف کرسی پر ہے اور ہمیں بلا رہا ہے۔ زَیلا ابوبکر صاحب کہتے ہیں خواب میں خاکسار اور ہمارے گاؤں کا امام ساتھ تھے۔ جب اس سفید فام آدمی نے ہمیں اوپر چڑھنے کی دعوت دی تو خاکسار تیزی کے ساتھ اوپر چلا گیا اور امام صاحب نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ مَیں نہیں جاتا۔ جب اُن کو تصاویر دکھائی گئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جو اِن کی خواب میں آئے تھے اور جو ہمیں ایمان لانے کی طرف بُلا رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

محمود عیسیٰ صاحب شام کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا ایم۔ٹی۔اے سے تعارف میرے ایک کزن کے ذریعے ہوا جو ڈاکٹر ہے اور مکذِبین میں شامل ہے۔ اُس نے بطور تمسخر بتایا کہ ایک شخص امام مہدی ہونے کا دعویدار ہے اور اس کے متبعین ہر جگہ موجود ہیں اور اُس کی وفات پر سو سال گزر چکے ہیں۔ مَیں نے اُس سے ایم۔ٹی۔اے کے بارے میں معلومات لیں۔ شروع میں مجھے بہت دھکا لگا اور مایوسی ہوئی کہ امام مہدی آ کر چلا بھی گیا اور ہمیں کوئی خبر نہ ہوئی۔ جبکہ مَیں خاص طور پر انتظار کر رہا تھا کہ وہ آ کر اُمّتِ مسلمہ عربیہ کو آزادی دلائیں۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ شخص امت کو آزاد کرانے والا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کی کسی نے بیعت نہیں کی۔ بہرحال میں نے اپنے کزن سے کہا کہ شاید یہ لوگ سچے ہوں لیکن اس نے میری بات نہیں سنی۔ لکھتے ہیں کہ مَیں کوئی صالح انسان نہیں۔ کوئی نیک انسان نہیں ہوں۔ بلکہ مَیں لامذہب آدمی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تھا۔ نماز بھی نہ پڑھتا تھا اور شراب بھی پی لیتا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے ہمیشہ حق وعدل کی تلاش رہی۔ چار سال قبل مَیں نے خواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ اپنے خیمے میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے گرد صحابہ کرام جمع ہیں۔ مَیں نے آگے ہو کے دیکھا تو ایک چمکتے دمکتے چہرے والا انسان ہے۔ جب مَیں نے اردگرد کے لوگوں سے پوچھا کہ اس شخص کی تو داڑھی نہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ بعثت سے پہلے رسول کی شکل ہے۔ مَیں جب بیدار ہوا تو بہت خوش تھا۔ پھر دو سال قبل جب مَیں نے ایم۔ٹی۔اے دیکھنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ وہ شکل جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ مَیں نے بڑے تعجب سے اپنی بیگم کو بتایا کہ فرق یہ تھا کہ حضور کی داڑھی ہے۔ باقی شکل وہی تھی۔ کہتے ہیں مَیں نے بیعت میں تاخیر اس لئے کی کہ میرے اعمال اچھے نہیں تھے اور مَیں جماعت میں شامل ہو کر جماعت کو بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ سوچ ہے نئے آنے والوں کی اور یہ لمحہ فکریہ ہے ہم پرانوں کے لئے بھی۔ کہتے ہیں مَیں ایک لبنانی رسالہ ''عشتروت'' میں لکھتا ہوں اور شعر بھی کہتا ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ دیوان نشر کروں۔ لیکن جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھے ہیں میری زندگی کلیۃً بدل گئی ہے۔ آپ کے شعر غیر معمولی ہیں۔

قرغزستان سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں۔ ایک نوجوان تنچ تک (Tinchtik) صاحب ہیں۔ اپنا واقعہ وہ تنچ تک صاحب خود بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں کچھ عرصے سے جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا لیکن تاحال بیعت کے لئے شرح صدر نہیں تھا۔ انہی ایام میں ایک رات خاکسار نے خواب دیکھا کہ چھت پر ایک کالی شبیہ نظر آتی ہے۔ اُس وقت مَیں فوراً سورۃ فاتحہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کرتا ہوں۔ اُس کے بعد خواب میں مجھے ایک سفید صاف ورق دکھایا جاتا ہے جس کے اوپر عربی میں کچھ لائنیں لکھی ہوئی ہیں۔ اُن کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کے فوراً بعد دیکھتا ہوں کہ بائیں طرف اوپر کونے میں رشین میں لکھا ہوا تھا ''اسلام حقیقی دین'' اور اونچی آواز آ رہی تھی کہ ''احمدیت حقیقی اسلام''۔ اس خواب کے بعد میرا دل مطمئن ہو گیا اور مَیں نے فوراً بیعت کر لی۔

انڈونیشیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ مکرم رونی پسارونی (Roni Psaroni) جو کہ جماعت احمدیہ ویسٹ جکارتہ کے ممبر ہیں۔ انہوں نے احمدیت قبول کرنے سے قبل خواب میں سفید کپڑوں میں ملبوس ایک نورانی وجود دیکھا جس نے سر پر پگڑی بھی پہنی ہوئی تھی۔ اس خواب نے ان صاحب پر بڑا گہرا اثر چھوڑا۔ چند دن بعد یہ صاحب ایک دوست کے گھر گئے اور تصویر میں وہی وجود دیکھا جو انہیں خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اس تصویر کے بارے میں پوچھا تو ان کے دوست نے بتایا کہ یہ تصویر امام مہدی بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی ہے۔ اس کے بعد رونی صاحب نے جماعتی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور ان کی اہلیہ کا بیان ہے کہ بعض اوقات وہ درجنوں جماعتی کتب، چھوٹی چھوٹی کتابیں صرف دو دن میں پڑھ لیتے تھے۔ آخر 2008ء میں انہوں نے بیعت کی۔ اور گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں جو اکٹھی تین شہادتیں ہوئی ہیں، اُن میں سے ایک یہ بھی تھے۔

بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ باسلہ ریجن کے گاؤں ''اِکوکو'' (Ikoko) میں ہمارے لوکل مشنری حسینی علیو صاحب کئی بار تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں کے امام مولوی عبدالصمد صاحب جماعت کے اشد مخالف تھے۔ وہاں بیعتوں کے حصول میں رکاوٹ بنتے تھے۔ اس امام سے بھی کئی بار بات چیت ہوئی لیکن وہ مخالفت پر قائم رہے۔ معلم علیو صاحب بتاتے ہیں کہ پھر تقریباً آٹھ مہینے سے ان مولوی صاحب سے رابطہ منقطع تھا۔ ایک دن صبح کے وقت مذکور مولوی صاحب نے فون کیا اور گاؤں آ کر ملنے کے لئے کہا۔ جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ رات خواب میں آپ کے اِمام خلیفۃ المسیح الخامس (میرا بتایا کہ وہ) آئے ہیں۔ اُن کو مَیں نے خواب میں دیکھا اور کہتے ہیں کہ کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ الفاظ کئی بار دہرائے۔ تو کہتے ہیں مَیں رعب کی وجہ سے اُن کے سامنے کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس میں مجھے سمجھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ واضح نشان ہے کہ احمدیت سچی ہے، قبول کر لو۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے مخالفت چھوڑ دی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی جماعت کی طرف مائل کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ سب کو لے کر انشاء اللہ میں جماعت میں شامل ہوں گا۔ بہرحال ان کی مخالفت چھوڑنے کی وجہ سے وہاں بیعتیں بھی ہوئی ہیں اور اکاون بیعتیں پھر مذکورہ امام کی وجہ سے حاصل ہوئیں۔

امیر صاحب انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ عزیزہ اِدّہ سکندیانہ (Ida Skandiana) جو جماعت احمدیہ پارونگ (Kimang Parnung) کی ممبر ہیں۔ اگرچہ وہ نوعمر بچی تھی لیکن اس کے باوجود کئی خوابوں میں امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کر چکی تھی۔ وہ جانتی نہ تھی کہ امام مہدی کون ہیں؟ انہوں نے نقشبندی تحریک میں شمولیت اختیار کی لیکن وہ امام مہدی جو انہیں خواب میں دکھائے گئے تھے اُن کی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ مئی 2007ء میں ایک دن انہیں ان کے نئے ہمسائے نے دعوت پر بلایا۔ یہ صاحب ہمارے مبلغ ظفر اللہ پونتو صاحب تھے۔ جب اِدّہ سکندیانہ ان کے گھر داخل ہوئیں تو اُن پر ایک لرزہ طاری تھا۔ وہاں ایم۔ٹی۔اے لگا ہوا تھا اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا پروگرام آ رہا تھا تو اِدّہ قائل ہو گئی کہ یہ وہی شخص ہے جس کو مَیں دیکھا کرتی تھی۔ چنانچہ 24 مئی 2007ء کو انہوں نے بیعت کر لی۔

قرغزستان کے سلومت کشتوبوئیو (Salmat Kyshtobaev) صاحب نے چند سال پہلے لندن میں بیعت کی۔ آج کل جماعت قرغزستان کے صدر ہیں۔ کہتے ہیں بیعت سے پہلے مَیں اسلام سے متنفر ہو چکا تھا۔ دین کے ساتھ کسی قسم کا کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ احمدی ہونے سے تقریباً دو سال قبل ایک خواب دیکھا جو میرے خیال میں اب مکمل ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات خواب آئی۔ خواب دیکھتا ہوں کہ میرا بڑا بھائی نورلان (Nurlan) مجھے کہہ رہا ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ مجھ پر یقین کرو۔ کہتے ہیں مَیں یقین کر لیتا ہوں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ آپ سب لوگ بہشت میں جائیں گے لیکن بہشت میں جانے کے لئے اللہ کی راہ میں رقم دینی ضروری ہے۔ اِن کا خواب ختم ہو جاتا ہے۔ پھر دو سال کے بعد یہ احمدیت قبول کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب ''رسالہ الوصیت'' کا جب قرغیز میں ترجمہ ہوا تو یہ پڑھ کر انہوں نے وصیت کی۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے دو سال پہلے جو خواب دیکھا تھا آج پورا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی صداقت مجھے پہلے ہی بتا دی تھی کہ وصیت ایک الٰہی نظام ہے۔ اس میں شامل ہونا میرے لئے باعثِ برکت ہے۔

عبدالقادر حداد صاحب الجزائر کے ہیں، یہ کہتے ہیں 2004ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو شخصیتوں میں دیکھا۔ اک بڑھاپے کی عمر میں اور ایک پینتالیس سالہ انسان کی حالت میں، جس میں لمبی داڑھی ہے اور اُن کے سر پر پگڑی ہے۔ پھر مجھے 2006ء میں دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، دو شخصیتوں کی صورت میں۔ حضور کا چہرہ مبارک سفید اور نورانی تھا اور آپ نے فرمایا ''خوش ہو جاؤ یہ خدا کا رسول ہے''۔ اس کے دو ماہ بعد مَیں نے ایم۔ٹی۔اے پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر دیکھی جو وہی دوسری شخصیت کی تھی۔ اس کے بعد مَیں نے پندرہ بیس دن تک مسلسل گھر میں بیٹھ کر ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام دیکھے اور بیعت کر لی۔

امیر صاحب کانگو کنشاسا لکھتے ہیں کہ ''دیدی کی گنگالہ (DIdI Kikangala) صاحب'' ''لوبومباشی'' شہر میں وکیل ہیں۔ مذہباً عیسائی تھے۔ چند ماہ سے زیرِ تبلیغ تھے۔ تاہم بیعت نہیں کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ بہت سے خطرناک قسم کے جنگلی جانور اور درندے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان کو اور کچھ نہیں سوجھا لیکن وہ صرف ''اللہ'' کا لفظ کہہ کر ان پر پھونک مارتے ہیں۔ اس پر وہ جانور گرتے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ خواب بھی بہت دیر تک چلتا رہا۔ صبح ہوتے ہی وہ مشن ہاؤس آئے۔ بہت پُرجوش تھے اور باقی افراد جو وہاں موجود تھے اُن کو بھی بڑے جوش سے خواب سنا رہے تھے اور گواہی دینے لگے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور جماعت احمدیہ برحق ہے۔ چنانچہ اُسی روز بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور بڑے اخلاص و وفا سے یہ جماعت سے چمٹے ہوئے ہیں۔

سامح محمد عراقی صاحب مصر کے ہیں۔ تین سال سے زائد عرصہ قبل کی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں ایک معروف عیسائی پادری کے اسلام پر حملوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تفصیل سنتا اور دل ہی دل میں کُڑھتا تھا کیونکہ مَیں خود کو اس کا جواب دینے سے عاجز پاتا تھا۔ یہ احساس مجھے اندر ہی اندر مارے جا رہا تھا۔ چونکہ مَیں مصر کی ایک مسجد میں خطیب تھا اس وجہ سے مجھے اسلامی علوم کا بہت حد تک ادراک تو تھا لیکن اس بات کی کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایک مسلمان کیونکر ان افتراؤں کا جواب دینے سے بے بس اور عاجز ہے؟ جب انٹرنیٹ پر اس بارہ میں کچھ ریسرچ کی تو اسی نتیجہ پر پہنچا کہ گزشتہ تفاسیر اور علماء کا طریق اس پادری کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ بلکہ اُنہی کی وجہ سے تو پادری کو اعتراضات کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ پھر اچانک مجھے مصطفیٰ ثابت صاحب کی کتاب ''اجوبہ عن الایمان'' مل گئی۔ آپ کے بارے میں مزید جاننے کی کوشش کی تو مجھے جماعت کی ویب سائٹ اور ایم۔ٹی۔اے سے تعارف ہو گیا۔ چنانچہ جب مَیں نے مزید مطالعہ کیا اور ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام دیکھے تو یقین ہو گیا کہ یہ علوم کسی انسان کی ذاتی کوشش کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ بہرحال میں نے دو سال تک کسبِ فیض کیا۔ جس کا لُبِ لباب یہ ہے کہ مجھے قرآنِ کریم مل گیا۔ پھر مَیں نے خواب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جگہ لے گئے جہاں برادران ہانی طاہر صاحب، تمیم اُبودقّہ، طاہر ندیم صاحب ایک دسترخوان کے گرد بیٹھے تھے، آپ نے مجھے بھی اُن کے ساتھ بٹھا دیا اور اس رؤیا کے بعد خدا تعالیٰ نے بیعت کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔

ایک رشین خاتون صفیہ اُولگا صاحبہ نے 2009ء میں بیعت کی۔ وہ اپنی خواب بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں اُنہیں خواب آئی کہ گویا اس کی زندگی شطرنج کی طرح دو حصوں میں تقسیم ہے گویا بہت مشکل ہے۔ پھر اُسے کوئی کہتا ہے کہ درمیان میں پہنچنے تک سب بدل جائے گا۔ پھر جیسے دوسرے حصے میں پہنچتے ہی ایک صاف سرسبز گھاس والا لان نمودار ہوتا ہے جہاں روشن سورج چمکتا ہے (اُس لان کے اوپر ایک روشن سورج چمکتا ہے)۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ یہ بھارت ہے، انڈیا ہے۔ وہاں وہ تباہ شدہ قلعہ دیکھتی ہیں لیکن انہیں وہاں تک جانے نہیں دیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں جانے کے لئے کچھ کرنا ہو گا جس کے بعد اُسے وہاں جانے دیا جاتا ہے۔ اس خواب کے تقریباً تین چار ہفتے بعد اُسے ایک امام جو احمدی نہیں تھے لیکن جماعت احمدیہ کے مبلغ سے علم حاصل کرتے رہے ہیں وہ احمدیہ سنٹر میں ہمارے مبلغ طاہر حیات صاحب کے پاس لے کر آئے۔ یہاں اس خاتون کو جماعت کا تعارف کروایا گیا تو اُسے سن کر بہت حیرانگی ہوئی کہ امام مہدی ہندوستان میں آئے ہیں اور مجھے خواب میں چمکتا ہوا روشن سورج بھی ہندوستان میں ہی دکھایا گیا

ہے۔ پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔

تو بہت سارے واقعات میں سے یہ چند واقعات مَیں نے لئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اب وقت آ گیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت وشوکت ظاہر ہو اور اس مقصد کو لے کر میں آیا ہوں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار اور برکات آسمان سے اُتر رہے ہیں، وہ اُس کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر اُن کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اس مصیبت کے وقت اُن کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ اُن کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔ وہ اپنا کام کر کے رہے گا مگر اِن پر افسوس ہوگا‘‘۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ نمبر290)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سینے کھولے اور وہ حقیقت کو پہچاننے کے لئے اپنے خدا سے حقیقی رنگ میں مدد مانگنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو بھی مضبوط کرتا چلا جائے۔

ابھی جمعہ کی نماز کے بعد میں چند جنازہ غائب پڑھاؤں گا جن میں سے ایک ہمارے احمدی دوست سیریا کے ہیں احمد باکیر صاحب۔ 5/مارچ کو کینسر کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو بچپن سے ہی مسجد سے لگاؤ تھا۔ (غیر احمدیوں کی مسجدوں سے لگاؤ تھا) لیکن اپنی سعید فطرت کے سبب جلد پہچان گئے کہ مولوی جو کچھ کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے۔ ان کا عمل کچھ اور ہے اور ان کا کہنا کچھ اور ہے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں مولویوں سے متنفر کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ دنیا داری میں نہیں پڑے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اِن کا تعارف جماعت احمدیہ سے کروا دیا۔ اُنہوں نے جماعت کے بارے میں استخارہ کیا۔ جو مضمون بیان ہو رہا ہے یہ بھی اُسی کا ہی تسلسل ہے۔ دیکھیں کہ استخارہ کیا تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ ایک مشہور سلفی مولوی کی طرف گئے ہیں اور قریب پہنچنے پر وہ مولوی غائب ہو گیا۔ حضور علیہ السلام اس مرحوم نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ مولوی دور کر دیا گیا ہے۔ اس پر یہ نوجوان خواب سے بہت متاثر ہوئے اور 15/جولائی 2009ء کو جب صرف 17 سال ان کی عمر تھی، اس میں انہوں نے بیعت کر لی۔ باوجود اس کے کہ آپ کینسر کے مریض تھے۔ تبلیغ کا بڑا جوش تھا۔ جو مولوی بھی آپ کو مرتد کرنے کے لئے آیا وہ آپ کے سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ بڑی سچی خوابیں آتی تھیں۔ بعض دوستوں نے بتایا کہ آجکل جو ملک کے، سیریا کے حالات ہیں، اس بارے میں بھی انہوں نے ایک سال قبل ہی خواب کی بنا پر بعض دوستوں کو بتا دیا تھا۔ تو ایک تو اِن کا جنازہ ہوگا۔

دوسرا تامر الراشد صاحب کا ہے۔ یہ 8/اپریل 2011ء کو سیریا کے شہر حمص کے مختلف گلی محلوں میں جو جلوس نکالے جا رہے ہیں، شور شرابہ ہو رہا ہے، اندھا دُھند فائرنگ ہو رہی ہے تو عمارتوں کی چھتوں سے بھی لوگ فائرنگ کر رہے ہیں۔ اس فائرنگ کے دوران تامر الراشد صاحب کی شہادت ہوئی ہے۔ ان کے بارے میں ان کے بھائی بیان کرتے ہیں کہ فائرنگ کے وقت مَیں گھر سے باہر تھا۔ چنانچہ میرے بھائی فائرنگ کی آواز سن کر مجھے تلاش کرنے گھر سے باہر نکلے اور تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ مجھے دیکھ لیا تو فوراً گھر پہنچنے کو کہا اور یہ کہہ کر جب خود واپس مُڑے تو ایک گولی کا نشانہ بن گئے جو انہیں دل پر لگی اور فوری وفات ہو گئی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ انہوں نے کچھ دن پہلے میرا بتایا کہ مَیں نے خاص طور پر یکم اپریل کا جو خطبہ دیا تھا، اس سے مَیں وہ پیغام سب کچھ سمجھ گیا تھا اور ہڑتالوں میں شامل ہونے کا سوال نہیں تھا۔ بہرحال باہر نکلے ہیں اور وہاں فائرنگ ہو رہی تھی اس میں یہ گولی کا نشانہ بن گئے۔ بڑے خوش مزاج اور محبت کرنے والی شخصیت تھے۔ آپ کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ آپ کی عمر صرف اکتیس سال تھی۔ بیعت سے قبل شیخ عبدالہادی البانی کے متبعین میں سے تھے جس کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں موجود اس شخص کی مسجد میں نزول فرمائیں گے۔ پھر جب انہوں نے وفاتِ مسیح کے دلائل سُنے تو 2008ء میں یہ بیعت کر کے احمدی ہو گئے۔

تیسرا جنازہ محمد مصطفیٰ رعد صاحب سیریا کا ہے۔ یہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے گھر کی چھت پر کچھ آرام کر رہے تھے اور نیچے گلی میں لوگ مظاہرہ کر رہے تھے۔ ان کا بیٹا چھت کی منڈیر کے قریب ہو کر دیکھنے لگا تو یہ اُسے پیچھے کرنے کے لئے بڑھے۔ لیکن اسی اثناء میں ایک گولی آئی اور ان کی آنکھ پر لگ گئی اور وہیں وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ 1971ء میں یہ پیدا ہوئے تھے اور ائیر پورٹ میں ملازمت کرتے تھے۔ ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے سے احمدیت کا پتہ چلا۔ پھر تحقیق کے بعد 2008ء میں انہوں نے بیعت کی۔ ان کی اہلیہ غیر احمدی ہیں لیکن احمدیت کی صداقت سے مطمئن ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ احمدیت قبول کریں۔ ان کے بیٹے اور بیٹی کے علاوہ ان کے دو بھائی اور بعض اور افراد بھی جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ بڑے مخلص، مطیع، بااخلاق اور خلافت سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے۔ یہی حال اِن کے بچوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو حوصلہ اور صبر دے۔

ایک جنازہ ہمارے مکرم لُطف الرحمٰن صاحب شاکر کا ہے۔ اِن کی ایک طویل علالت کے بعد 27/اپریل کو وفات ہوئی ہے۔ تقریباً اسّی سال کی عمر تھی۔ یہ مولانا عبدالرحمٰن انور صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے ہوئے ہیں بلکہ تحریکِ جدید کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ اُن کے بڑے بیٹے تھے۔ یہ خود واقفِ زندگی تھے اور فضلِ عمر ہسپتال میں ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے ساتھ ڈسپنسر کے طور پر کام کرتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ ان کو افریقہ اور یورپ کے سفر کا بھی موقع ملا۔ اِن کا خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔ ربوہ کے لوگوں کی خدمت کرنے والے تھے۔ حضرت امّاں جان حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، سب کی خدمت کا ان کو موقع ملا۔ بلکہ جو ٹیکے لگاتے تھے اُن کی سرنجیں یا سوئیاں بھی، حضرت امّاں جان کی، حضرت خلیفہ ثانی کی، حضرت خلیفہ ثالث کی سنبھال کر رکھی ہوئی تھیں۔ ان کو بہرحال انہوں نے ایک تبرک سمجھ کر رکھا تھا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضلِ عمر ہسپتال اور گائنی کا وِنگ اور ہارٹ انسٹیٹیوٹ دونوں کی طبّی سہولتوں میں بہت ساری وسعت پیدا ہو چکی ہے۔ ربوہ میں ابتدائی طور پر اُس وقت صرف ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ہوتے تھے اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے بیٹے ڈاکٹر محمد احمد صاحب ہوتے تھے۔ اور جو لیبارٹری تھی وہ ساری لُطف الرحمٰن صاحب شاکر ہی چلایا کرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ جب بھی ضرورت پڑے، لوگ گھروں میں بلا لیا کرتے تھے۔ جو بھی طبی سہولت تھی فوری طور پر خوش اخلاقی سے مہیا کیا کرتے تھے۔ تو یہ جو ربوہ کے فضلِ عمر ہسپتال کے ابتدائی کارکنان ہیں اُن میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے بھی درجات بلند فرمائے۔ آپ کی اہلیہ حضرت خان صاحب قاضی محمد رشید خان صاحب کی بیٹی ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ آجکل جرمنی میں تھے۔ اِن کے بچے بھی جرمنی میں ہیں اور شاید ربوہ ان کے جنازہ کے لئے لے جائیں گے۔ بہرحال ان سب مرحومین کے مَیں جنازہ غائب ابھی پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کے درجات بلند فرمائے اور آئندہ نسلوں میں بھی سب کا احمدیت اور خلافت سے وفا کا تعلق رہے۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا میں یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: توحید۔ اولا۔ شوبوییڈے۔ نائیجیریا)

امسال جماعت احمدیہ نائیجیریا میں بھی ’’جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام‘‘ 23 مارچ 2011ء‘‘ کو پُر جوش طریقہ سے نائیجیریا کے 31 سرکٹس میں سرکٹ لیول پر اور جماعتی لیول پر انفرادی طور پر منایا گیا۔ ان جلسوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر لیکچرز دیئے گئے۔ بعض جماعتوں میں اس جلسہ کا انعقاد مورخہ 25 تا 27 مارچ 2011ء بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار کیا گیا۔

اسی حوالہ سے نائیجیریا کے ہیڈکوارٹر اوجوکورو، لیگوس کی ’’مسجد طاہر‘‘ میں بھی موخہ 27/مارچ 2011ء بروز اتوار، لیگوس جماعت کا سرکٹ لیول پر جلسہ منعقد کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر لیکچرز دیئے گئے۔

اس جلسہ کے انعقاد سے قبل ہی غیر از جماعت دوستوں تک اس پروگرام کے انعقاد کی اطلاع پہنچانے کی غرض سے لیگوس ٹی۔وی اور ریڈیو لیگوس پر اس حوالہ سے اعلانات کروائے گئے۔

اس جلسہ کا افتتاح مکرم ڈاکٹر مشہود۔اے۔ فاشولا صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا کی زیر صدارت صبح دس بجے ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے اس دن کے حوالہ سے تاریخی پس منظر اور حقائق پر روشنی ڈالی۔

اس جلسہ میں مندرجہ ذیل تین عناوین پر لیگوس جماعت کے تین لوکل مشنریز نے لیکچرز دیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے، نائیجیریا میں احمدیت کا نفوذ اور بعض ممبران کی کاوشوں کا تذکرہ۔

ان تقاریر کے دوران ناصرات الاحمدیہ نے ترنم کے ساتھ نظمیں بھی پڑھیں۔ اسی طرح مکرم معلم عبدالہادی صاحب نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام ’’ہے شکر رب عز و جل خارج از بیاں‘‘ اردو زبان میں سنایا اور بعد ازاں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی سامعین کی خدمت میں پیش کیا۔

اس جلسہ کا اختتام دوپہر 2:30 بجے ہوا۔ اختتامی خطاب سرکٹ پریذیڈنٹ الحاجی ایم۔اے۔ بنکولے صاحب نے کیا جبکہ اختتامی دعا مکرم مولانا عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے کروائی۔ جس کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ میں مردوں، عورتوں و بچوں اور مہمانان کرام کے لئے الگ جگہوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس جلسہ میں کل ایک ہزار سے زائد افراد (مرد و زن و مہمانان کرام) نے شمولیت اختیار کی۔

آخر پر دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہماری ان حقیر کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ اور سعید روحوں کو جلد جلد اسلام احمدیت کی آغوش میں لائے۔ آمین

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط و کتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

خلافت اتحادِ اُمّت کی ضمانت ہے

(عبدالسمیع خان ۔ ربوہ)

آج سے ٹھیک 1397 سال قبل 35 ہجری میں جب باغی تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ سے خلافت کا منصب چھوڑنے کا مطالبہ کر رہے تھے اور قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا:۔

اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو بخدا میرے بعد تم کبھی اتحاد قائم نہیں ہوگا۔ تم باہمی الفت نہ کر سکو گے۔ کبھی تم متحد ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے اور نہ اکٹھے ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ72 ابن سعد. دار صادر بیروت تاریخ طبری حالات 35ھ)

اسی زمانہ میں صحابی رسول حضرت حنظلہؓ نے کچھ اشعار کہے (جن کا ترجمہ یہ ہے)۔

مجھے تعجب ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر وہ چلی گئی تو لوگ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور پھر انتہائی ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ یہود اور نصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے جو راہ حق سے بھٹک چکے ہیں۔

(تاریخ ابن اثیر جلد2 صفحہ173)

مگر افسوس کہ خلافت کے باغیوں نے اس عظیم انعام کی قدر نہ کی اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد 5 سال کی باہمی لڑائیوں نے خلافت کی صف لپیٹ دی اور عالم اسلام ایسے انتشار کا شکار ہوا جو اپنی کمیت اور کیفیت میں تمام سابقہ مذہبی جماعتوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ یہود و نصاریٰ کی طرح امت محمدیہ فرقہ در فرقہ تقسیم ہوتی چلی گئی۔ ان کے عقائد بھی بدلنے لگے اور نظریات بھی۔ ان کی قلمیں توپ و تفنگ بن گئیں۔ ان کی مسجدیں شعلے اگلنے لگیں۔ ان کے مدارس خودکش بمبار تیار کرنے لگے اور کفر سازی، قتل و غارت اور باہمی نفرتوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔

پس یہ آسمان سے اترنے والی حبل اللہ ہے جو پہلے نبوت اور پھر خلافت کے ذریعہ دلوں کو باندھے رکھتی اور اتحاد کی ضمانت بنتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک ہزار سال تک آسمان نے امت محمدیہ کے انتشار اور زوال کا نظارہ کیا مگر اسی مخبر صادق نے ان تمام ذلتوں کے بعد آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی بشارت بھی دی تھی۔ جس نے اسلام کو پھر تمکنت عطا کرنی تھی اور تمام مسلمانوں کو نئے سرے سے مسلمان کر کے دین واحد پر جمع کر کے اسلام کو عالمگیر غلبہ عطا کرنا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہٖ الْمِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا الْاِسْلَامَ۔ (ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر3766)

یعنی اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی سب مذاہب نیست و نابود کر دے گا۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ جب عیسیٰؑ آئیں گے تو سب اہل مذاہب ان کی پیروی کریں گے۔

(تفسیر ابن جریر زیر سورۃ صف)

مذہبی قوموں کے عروج و زوال کا یہ کھلا راز قرآن و حدیث اور تاریخ عالم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مذہبی قومیں افتراق اور نفرتوں کا شکار ہوتی ہیں تو سوائے خدا کے ماموروں کے ان کی وحدت کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔

اتحادِ اُمّت کے لئے
انسانی کوششوں کا حسرتناک انجام

۞......علامہ سلیمان ندوی اتحاد امت کے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کا سیاسی انتشار اب کچھ چھپا راز نہیں۔ ہم نے پہلے مسلم لیگ بنائی، پھر خلافت قائم کی، پھر جمعیت کھڑی کی۔ بعد ازاں مسلم کانفرنس کو پیدا کیا پھر جماعت احرار میدان میں آئی۔ ان میں سے ہر ایک کو مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کا دعویٰ ہے اور ہر ایک پوری قوم کی زبان ناطق بننے کی مدعی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا کوئی پروگرام اب تک نہ قابل عمل ہوسکا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس سے پہلے کہ مسلمانوں کو اصلاح کی دعوت دی جائے ضرورت ہے کہ ان انجمنوں کی شکست و ریخت کی جائے۔ ان میں سے بعض کو دفن کر دیا جائے اور بعضوں کے مقاصد بدل دیئے جائیں اور صرف ایک انجمن قائم رکھی جائے"۔

(رسالہ معارف ستمبر 1993ء)

اتحادِ اُمّت کے لئے آسمانی سکیم

پس حق یہ ہے کہ جب علماءِ سُوء کی کثرت ہو جائے اور دل پھٹ جائیں تو پھر کوئی علماء کا گروہ، کوئی مذہبی ادارہ، کوئی عوامی انقلاب اور کوئی دولت دلوں کو یکجا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دل تو خدا کے تصرف میں ہیں اور خدا تعالیٰ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کو فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا۔ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔

(آل عمران:104)

اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

یہی واقعہ مسیح اول کے زمانہ میں پیش آیا جب یہودی 71 فرقوں میں تقسیم تھے تو 14 ویں صدی میں امت موسوی کے خاتم الخلفاء نے خدا کے حکم سے انہیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا اور منکرین کو ہمیشہ کے لئے مغضوب اور ذلیل و خوار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَکَفَرَتْ طَّآئِفَۃٌ۔ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ۔ (سورۃ الصف:15)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کون ہیں جو اللہ کی طرف راہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آگئے۔

آج بھی یہی واقعہ رونما ہو رہا ہے۔ خدا نے 14 ویں صدی کے سر پر خلیفۃ اللہ المہدی مسیح موعود کو بھیجا اور اس خاتم الخلفاء کو یہ حکم دیا۔

"اِجْمَعُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَجْتَمِعُوْا عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ"۔

(الہام 20 نومبر 1905ء۔ تذکرہ صفحہ490)

یعنی سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ (دین واحد پر)۔

اور آپ کو یہ دعا بھی سکھائی رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ اے اللہ امت محمدیہ کی اصلاح فرما دے۔ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 صفحہ266۔ تذکرہ صفحہ37)

آپ کا یہ الہام بھی ہے۔

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یعنی جب فارسی الاصل بادشاہ کا دور شروع ہوگا تو نام نہاد مسلمانوں کو از سر نو مسلمان کیا جائے گا۔

(تذکرہ صفحہ514)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس نائب کو یہ اطلاع بھی دے رکھی تھی کہ اتحاد امت کے لئے علماء سے تعاون کی امید نہ رکھنا وہ تو زمین کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ اتحاد کا یہ کام خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور خدا کی راہ میں بے لوث جانی و مالی قربانیوں سے ہوگا۔

سرتاج الصوفیاء حضرت ابن عربی نے پیشگوئی کی تھی:۔

اِذَا خَرَجَ ھٰذَا الْاِمَامُ الْمَھْدِیُّ فَلَیْسَ لَہٗ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اِلَّا الْفُقَھَآءُ خَاصَّۃً فَاِنَّہٗ لَا یَبْقٰی لَھُمْ رِیَاسَۃٌ۔

یعنی جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو علمائے زمانہ سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دشمن نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کا اثر و رسوخ جاتا رہے گا۔

(فتوحات مکیہ جلد3 صفحہ374)

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ علمائے ظواہر مجتہدات او را علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند۔

یعنی علمائے ظواہر مہدی موعود کے اجتہادات کا انکار کر کے ان کو قرآن و سنت کے خلاف قرار دیں گے۔ کیونکہ ان کے اجتہادات کے ماخذ نہایت لطیف و دقیق ہوں گے۔

(مکتوبات جلد2 صفحہ17 مکتوب نمبر55)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر اطلاع دی کہ آپ نے تخم ریزی کر دی ہے مگر اتحاد امت اور غلبہ اسلام کا عظیم مشن آپ کی خلافت کے ذریعہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا اور یہی بشارات الٰہی صُحف میں پہلے سے موجود ہیں۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی میں رونما ہونے والے عظیم انقلابات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گے۔ تب وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ آسمان کے افق سے لے کر افق تک چاروں طرف سے اس کے برگزیدوں کو جمع کریں گے"۔

(متی باب 24 آیت 31,30)

پس اے افراد جماعت احمدیہ عالمگیر! آپ وہ برگزیدہ ہیں جو زمین کی چاروں اطراف سے جمع کئے گئے ہیں۔ آپ میں کالے بھی ہیں اور گورے بھی۔ آپ میں عرب کے ابدال بھی ہیں اور شام کے صلحاء بھی۔ آپ میں یورپ کے سفید پرندے بھی ہیں اور تاریک براعظم کے روشن دل والے بھی۔ آپ میں گرم ملکوں کے لوگ بھی ہیں اور برفانی خطوں کے بھی۔

رسول اللہ ﷺ کے چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ کی پیشگوئی ہے کہ جب قائم آل محمد یعنی امام مہدی آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اہل مشرق و مغرب کو جمع کر دے گا۔ (ینابیع المودہ جلد3 صفحہ90 شیخ سلیمان بن ابراہیم طبع دوم مکتبہ عرفان بیروت)

اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خلافت کے دور ثانی میں چوتھے خلیفہ کے دور میں ایم ٹی اے کے ذریعے وحدت اقوام کے نئے دور کا آغاز ہوا اور آج ہم سب مل کر ایک مرکز اور ایک امام خلافت احمدیہ کے مظہر خامس سیدنا مسرور کے ہاتھ پر اکٹھے ہیں۔ اس کی ایک آواز پر آپ اٹھتے اور بیٹھتے ہیں۔ اس کی ایک جنبش لب سے چلتے اور دوسری پر رک جاتے ہیں۔ اس وحدت کا نظارہ اس زمین اور آسمان نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

دل خوف خدا عشق محمدؐ سے تپاں ہیں
ہم لوگ غلامانِ مسیحائے زماں ہیں
وہ قافلہ سالار جدھر آنکھ اٹھا دے
ہم قافلہ در قافلہ اس سمت رواں ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب یہ اعتراض کیا گیا کہ آپ نے بھی تو ایک نیا فرقہ بنایا ہے تو آپ نے فرمایا:۔

"میری مثال تو اس درزی کی ہے جو کپڑے کو قینچی سے کاٹ رہا ہوتا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ وہ اسے برباد کر رہا ہے مگر دراصل وہ اس کی مدد سے خوشنما اور دیدہ زیب لباس تیار کر رہا ہوتا ہے"۔

(الفضل 15 نومبر 2003ء، صفحہ2)

پس خلافت احمدیہ وہ دلکش لباس تیار کرتی ہے جس پر مختلف فرقوں اور قوموں کی سچائیاں اور خوبصورتیاں ہیرے جواہرات کی طرح چمک رہی ہیں۔

آج احمدیت سے باہر کی امت محمدیہ لہولہان ہے۔ اندرونی اور بیرونی فتنوں نے اس کو نڈھال کر دیا ہے۔ عددی قوت اور زمینی و معدنی وسائل کے باوجود بے سمت ہے۔ دولت کے انباروں کے باوجود اندھیروں میں بھٹک رہی ہے اور امت کے تمام دانشور امت کے تمام امراض کا

حل ہر علاج سے مایوس ہونے کے بعد وہی تجویز کرنے پر مجبور ہیں جو خدا کے مقدس رسولؐ نے 1400 سال قبل تجویز کیا تھا یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ۔ مشرق و مغرب کے حکماء قیام خلافت کی دہائی دے رہے ہیں۔ انڈونیشیا کے مسلمان بھی لاکھوں کی تعداد میں قیام خلافت کے لئے جلوس نکال رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس نعمت خلافت کو پہچاننے سے انکاری ہیں جو خدا نے مسیح موعود اور مہدی معہود کے ذریعہ اتاری ہے۔

اتحادِ اُمّت کے لئے خلافت کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق مختلف علماء کی آراء

۞......انجینئر معز معین لکھتے ہیں:۔

''آج مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زائد ہے۔ اس کی افواج کی تعداد تقریباً 40 لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ مسلمانوں کے پاس امریکہ سے بھی زیادہ لڑاکا جہاز ہیں۔ دنیا کے 70 فیصد توانائی کے وسائل اور زرخیز زمینیں مسلمانوں کے پاس ہیں اور 13 سو سال کی دنیا پر حکومت کرنے کی شاندار تاریخ ہے۔ لیکن پھر بھی یہ امت ایک زبردست تاریکی میں کھڑی ہے اور اس کا جسم لہولہان ہے۔ **صرف اور صرف اسلام کی روشنی اور خلافت کی طاقت ہی اس امت کو دوبارہ سے اس کا کھویا ہوا مقام دلواسکتی ہے''۔**

(نوائے وقت ملی ایڈیشن 25/اگست 2006ء)

۞......**مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف لکھتے ہیں:۔**

''اس سوال کا کیا جواب ہے کہ محمد ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھنے والی امت کے اگر تمام فرقے کافر ہیں اور ہر ایک دوسرے کو جہنمی کہتا ہے تو لامحالہ ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو سب کو اس کفر اور جہنم سے نکال کر اسلام اور جنت کا یقین دلا سکے''۔

(المنبر 9 مارچ 1956ء صفحہ5)

اسلام اور جنت کا یقین دلانے والا وہی ہے جسے خدا نے فرقہ ناجیہ کا امام قرار دیا ہے۔ جو رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والا ہے اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح یک دل اور یک جان ہے۔

۞......**مشہور مصری عالم الشیخ الطنطاوی الجوہری** خلافت کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

''جسے بھی حقیقی سکون اور راحت سے زندگی بسر کرنے کی تلاش ہے۔ جسے بھی اپنی روحانی اور مادی ترقی کی فکر ہے۔ اسے خلافت کا جھنڈا تلاش کر کے اس کے نیچے جمع ہونا ہوگا۔ اس کے مرکز سے زندہ تعلق قائم کرے۔ اس کی طرف سے جاری ہونے والی تمام ہدایات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل اور ضابطۂ حیات مرتب کرنا ہوگا اور جو شخص اس کے مطابق عمل کرے گا۔ اس کی کامیابی یقینی ہے۔(القرآن و العلوم العصریۃ صفحہ21)

۞......**ایک عربی ماہنامہ الوعی لکھتا ہے:۔**

''**خلافت علی منہاج النبوۃ صرف ایک تمنا ہی نہیں بلکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا۔** اور رسول اللہ ﷺ نے بھی آخری زمانے میں خلافت کے قیام کی خوشخبری دی ہوئی ہے۔ پھر کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ خلافت محض ایک تمنا ہے۔ خدا کی قسم اللہ کی بات سچی ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے اور خلافت کا قیام ہونے ہی والا ہے۔ انشاء اللہ''۔

(www.al-waie.org/home/issue/197/htm/197w09.htm)

(شمارہ نمبر 197۔ اگست 2003ء بحوالہ انصار الدین اپریل مئی 2004ء)

۞......**ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو کہ القاہرہ یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ کے لیکچرار رہے ہیں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔**

''**صرف اور صرف خلافت سے ہی امت مسلمہ کو یکجا کیا جاسکتا ہے۔** اسی سے ہی ناامیدی کے مارے ہوئے نفوس کے لئے امید کی کوئی کرن ہے اور اسی کے ذریعہ ہی عزت اور وقار کی منزل کی طرف چلا جاسکتا ہے۔ کیونکہ عالم اسلامی میں ایسی کوئی طاقت یا حکومت یا لیڈرشپ نہیں ہے جس سے مذکورہ بالا اہداف کی تکمیل ہوسکے، خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہم باہمی لڑائی جھگڑے، آپس کی پھوٹ، انحطاط اور ذلت کا شکار ہیں''۔

(الاسلام والخلافۃ فی العصر الحاضر صفحہ 296 القاہرہ 1983ء)

۞......**علامہ اقبال نے لکھا:۔**

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

(بانگ درا۔ صفحہ 266 از علامہ اقبال)

خدا تعالیٰ کی موعودہ خلافت قائم ہو چکی ہے

خدا نے وہ موعودہ خلافت قائم کر دی ہے اور خدائی وعدوں کے مطابق وہ دین کو نئی تمکنت عطا کر رہی ہے اور ہر خوف کو امن سے بدل رہی ہے۔ خلافت کی روشنی میں جماعت احمدیہ کمزور اور کم تعداد اور کم وسائل اور تمام مخالفتوں کے باوجود حیرت انگیز کارنامے سرانجام دے رہی ہے۔ وہ زمین کے کناروں تک 198 ملکوں میں اسلام کا جھنڈا لہرا رہی ہے۔ 70 سے زائد زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم کر چکی ہے اور زمین کے چپے چپے پر مسجدیں تعمیر کر رہی ہے۔

اتحادِ اُمّت کے لئے خلافت احمدیہ کی مساعی کی چند جھلکیاں

خلافت احمدیہ اس امر کے لئے بھی کوشاں ہے کہ مسلمان اپنے اختلافی عقائد پر قائم رہتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت اور اسلام کی سربلندی کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور خلافت احمدیہ کی تاریخ ایسی مثالوں سے روشن ہے۔

۞......سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم جنوری 1896ء کو مسلمانان ہند کی طرف سے وائسرائے ہند کے نام اشتہار شائع کیا جس میں حکومت سے درخواست کی گئی کہ وہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کا اعلان کرے۔ مگر مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفت کی وجہ سے یہ تحریک پیش رفت نہ کر سکی۔

۞......خلافت اولیٰ کے زمانہ میں 12 ستمبر 1911ء کو شہنشاہ ہند جارج پنجم کی تاجپوشی کی رسم کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مسلمانوں کی طرف سے میموریل تیار کیا جس میں مسلمانوں کی طرف سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے 2 گھنٹہ کی رخصت کی درخواست کی اور اس میموریل کو تمام مسلمان پبلک کے اتفاق رائے کے لئے کثرت سے شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ یہ میموریل جماعت کی طرف سے پیش نہ کیا جائے بلکہ کسی اور کی طرف سے ہو تو ہمیں یہ بھی منظور ہے۔ چنانچہ تمام مکاتب فکر کے مسلمان اس اسلامی شعار کے تحفظ کے لئے اکٹھے ہو گئے اور مسلم پریس نے اس کے حق میں پُرجوش اداریے لکھے۔ اور جب یہ عام رائے قرار پائی کہ یہ میموریل آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے پیش ہو تو حضور نے بھی جماعت کو مسلم لیگ کی معاونت کی تلقین فرمائی۔ بالآخر اکثر صوبوں میں مسلمان ملازمین کو نماز جمعہ میں جانے کی اجازت مل گئی۔

(خلفائے احمدیت کی تحریکات۔ صفحہ7 تا10)

۞......1928ء میں جب دشمنان اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھال رہے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی بنیاد ڈالی اور تمام مسلمان فرقوں کو بلکہ انصاف پسند غیر مسلموں کو بھی ان میں شرکت کرنے اور عظمت رسولؐ پر تقاریر کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ 17 جون 1928ء کو پہلا عالمگیر یوم سیرۃ النبیؐ منایا گیا اور براعظم ایشیا، یورپ، آسٹریلیا اور افریقہ کے 14 ممالک میں سیرۃ النبیؐ کے عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے اور قریباً 1000 مقررین نے خلافت احمدیہ کی نگرانی میں عظمت رسول کے ترانے بلند کئے اور امت محمدیہ نے سینکڑوں سالوں بعد اتحاد کا ایسا مہتم بالشان نظارہ دیکھا۔

۞......ناگپور کے اردو اخبار نے جلسوں کی تفصیلی خبر دیتے ہوئے لکھا:۔

''ہمارا تو خیال ہے کہ اگر اس تحریک پر آئندہ بھی برابر عمل کیا گیا تو یقیناً وہ ناپاک حملے جو آج برابر غیر مسلم اقوام ذات فخر موجودات پر کرتی رہتی ہیں ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے اور وہ ناگوار واقعات جو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اس مبارک تحریک کی بدولت نیست و نابود ہو جائیں گے۔ ہم اس شاندار کامیابی پر حضرت امام جماعت احمدیہ مدظلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی اس مبارک تحریک نے مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک مرکز پر کھڑا کر کے اتحاد کا عجیب وغریب سبق دیا ہے''۔(تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ39)

۞......اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا:۔

''اگر شیعہ وسنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو، چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی''۔

(تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ37)

۞......اخبار 'مخبر' اودھ نے لکھا:۔

''اگر برادران وطن اسی طرح اسلامی جلسوں میں پیغمبر اسلام کے کمالات اور پاک زندگی کی فضیلت ظاہر کرتے رہے تو جملہ مذاہب میں یگانگت پیدا ہو جائے گی''۔

(تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ37)

۞......اخبار کشمیری لاہور نے لکھا:۔

17 جون کی شام کیسی مبارک شام تھی کہ ہندوستان کے ایک ہزار سے زیادہ مقامات پر بیک وقت و بیک ساعت ہمارے برگزیدہ رسول کی حیات اقدس ان کی عظمت ان کے احسانات و اخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو، مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات و فسادات کا فوراً انسداد ہو جائے۔

17 جون کی شام صاحبان بصیرت و بصارت کے لئے اتحاد بین الاقوام کا بنیادی پتھر تھی ہندو اور سکھ مسلمانوں کے پیارے نبی کے اخلاق بیان کر کے ان کو ایک عظیم الشان ہستی اور کامل انسان ثابت کر رہے تھے۔ بلکہ بعض ہندو لیکچرار تو بعض منہ پھٹ معترضین کے اعتراضات کا جواب بھی بدلائل قاطع دے رہے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ38)

۞......خلافت احمدیہ کے ذریعہ اتحاد امت کا ایک اور عملی نظارہ دنیا نے 1931ء میں کیا جب مسلمانان کشمیر کے حقوق کے لئے مسلم زعماء نے کشمیر کمیٹی قائم کی اور باصرار حضرت مصلح موعود کو اس کا صدر مقرر کیا۔ حضور کی پُرجوش اور ولولہ انگیز قیادت میں اس کمیٹی نے ایسی شاندار جدوجہد کی کہ ظلم کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا مگر افسوس کہ چند جاہ پرست مسلمانوں کی سازشوں سے یہ کمیٹی حضرت مصلح موعود کی برکات سے محروم ہو گئی اور کمیٹی کا کام وہیں ٹھپ ہو کر رہ گیا اور خدا کی فعلی شہادت نے ثابت کر دیا کہ عالم اسلام اگر کسی ہاتھ پر اکٹھا ہو سکتا ہے تو وہ بے لوث اور بے نفس پُرخلوص قیادت صرف خلافت احمدیہ ہے۔

۞......ایسا ہی 1948ء میں آپ نے اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کے نام سے ایک پمفلٹ تحریر فرمایا۔ حضرت مصلح موعود نے عالم اسلام کو پوری قوت سے جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

''سوال فلسطین کا نہیں سوال مدینہ کا ہے، سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے، سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہوگا؟ (الفضل 21 مئی 1948ء)

اس انقلاب انگیز مضمون نے شام، لبنان، اردن اور دوسرے عرب ممالک میں تہلکہ مچا دیا۔ شام ریڈیو نے خاص اہتمام سے اس کا خلاصہ نشر کیا۔ متعدد عرب اخبارات نے اس کے اقتباسات شائع کئے۔

۞......اخبار النہضہ نے لکھا:۔

اس خطبہ میں خطیب نے تمام مسلمانوں کو دعوت اتحاد دی ہے۔ اور مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ صف بستہ ہو جائیں۔

(تاریخ احمدیت جلد12 صفحہ390,389)

۞......خلافت احمدیہ اس لئے اتحاد امت کی ضمانت ہے کہ وہ عالمی مزاج رکھتی ہے۔ وہ نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے۔ اس کے فیض کا دائرہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں کُل عالم کی تمام قوموں پر پھیلا ہوا ہے۔ وہ سب کی خیر خواہ اور سچی ہمدرد ہے۔

آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو تمام مذاہب اور اقوام کے پیشواؤں اور بزرگوں کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یوم پیشوایان مذاہب مناتی ہے۔ مذاہب عالم کے جلسوں کا انعقاد کرتی ہے۔ اس کے سٹیج سے کبھی کسی کے لئے مردہ باد کا نعرہ نہیں لگایا گیا۔ جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا کے ہر خطہ میں اپنے اپنے ملک کی وفادار اور قانون کی پابند ہے۔ اس کا دنیا کے اقتدار سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک عظیم روحانی نظام ہے جو دلوں پر حکومت کرتا ہے۔

۞......خلافت احمدیہ موعود اقوام عالم کی نیابت کرتی ہے۔ ہر مذہب اور مسلمانوں کے ہر فرقے کی روایات میں آخری زمانہ کے موعود اور اس کی جماعت کے متعلق، پیشگوئیاں موجود ہیں جو مسیح موعود کے زمانہ سے لے کر خلافت احمدیہ میں مسلسل پوری ہو رہی ہیں۔ اس لئے خلافت احمدیہ ہی زمین پر عالمی توحید کا مرکز اور محور ہے۔

۞......خلافت احمدیہ کا دل سمندروں جیسا وسیع ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

باقی صفحہ نمبر 16 پرملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خلافت احمدیہ اور ہمارے فرائض
از صفحہ نمبر 2

مشورہ کے خلاف بھی ہو تو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے جب عزم کر لو تو اللہ پر توکل کرو گویا ڈرو نہیں اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید و نصرت کرے گا۔ اور یہ لوگ چاہتے ہیں (یعنی جو لوگ چاہتے ہیں خلیفہ ان کی باتوں کے پیچھے چلے کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خدا تعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے) مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی رائے پر ہی چلا جائے۔...... خلیفے خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اس کو خوف کیا اور اس میں مؤحد ہونے کی کونسی بات ہے۔ حالانکہ خلفاء کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ خدا انہیں بناتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور وہ خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ فرمایا کہ اگر نبی کو بھی ایک شخص نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہ فرع کا بھی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جو شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دنیا اس کی دشمن ہو"۔

(منصب خلافت انوار العلوم جلد2 صفحہ 54-53)

(ارشاد فرمودہ 12/مارچ 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن)

خلیفہ وقت کی اطاعت کے حوالہ سے نمائندگان شوریٰ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"نمائندگان یہ بھی یاد رکھیں کہ جب مجلس شوریٰ کسی رائے پر پہنچ جاتی ہے اور خلیفۂ وقت سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس فیصلے کو جماعتوں میں عملدرآمد کرنے کے لئے بھجوا دیا جاتا ہے۔ تو یہ نمائندگان کا بھی فرض ہے کہ اس بات کی نگرانی کریں اور اس پر نظر رکھیں کہ اس فیصلے پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا اور اس طریق کے مطابق ہو رہا ہے جو طریق وضع کر کے خلیفہ وقت سے اس کی منظوری حاصل کی گئی تھی۔ یا بعض جماعتوں میں جا کر بعض فیصلے عہدیداران کی سستیوں یا مصلحتوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ...... پس اس اعزاز کو کسی تفاخر کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ ایک ذمہ داری ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر باوجود توجہ دلانے کے پھر بھی مجلس عاملہ یا عہدیداران توجہ نہیں دیتے اور اپنے دوسرے پروگراموں کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور شوریٰ کے فیصلوں کو درازوں میں بند کیا ہوا ہے، فائلوں میں رکھا ہوا ہے تو پھر نمائندگان شوریٰ کا یہ کام ہے کہ مجھے اطلاع دیں۔ اگر مجھے اطلاع نہیں دیتے تو پھر بھی امانت کا حق ادا کرنے والے نہیں ہیں، بلکہ اس وجہ سے مجرم بھی ہیں۔ جب بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے، کسی رنجش کی بنا پر کوئی فرد جماعت اگر کوئی خط لکھتا ہے تو پھر جب بات سامنے آتی ہے اور جب بعض کاموں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، یا تحقیق کی جاتی ہے تو پھر یہی عہدیداران اور نمائندگان لمبی لمبی کہانیوں کا ایک دفتر کھول دیتے ہیں۔ امانت کی ادائیگی کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب کوئی غلط بات یا سستی دیکھی تو فوراً اطلاع کی جاتی۔ اور اگر مقامی سطح پر یہ باتیں حل نہیں ہو رہی تھیں تو اُس وقت آپ باتیں پہنچاتے۔

...... پھر ایک اور بات جس کی طرف نمائندگان شوریٰ اور دوسرے کارکنان کو توجہ دلانی چاہتا ہوں، وہ خلیفۂ وقت کی اطاعت ہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا آیا ہوں کہ **شوریٰ کے فیصلوں پر عملدرآمد کروانا نمائندگان شوریٰ اور عہدیداران کا کام ہے۔ اور کیونکہ یہ فیصلے خلیفۂ وقت سے منظور شدہ ہوتے ہیں اس لئے اگر ان پر عملدرآمد کروانے کی طرف پوری توجہ نہیں دی جا رہی تو غیر محسوس طریقے پر خلیفۂ وقت کے فیصلوں کو تخفیف کی نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اطاعت کے دائرے کے اندر نہیں رہ رہے ہوتے** جبکہ جن کے سپرد ذمہ داریاں کی گئی ہیں ان کو تو اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھانے چاہئیں جو کہ دوسروں کے لئے باعث تقلید ہوں، نمونہ ہوں۔...... امانت کا حق اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ خلیفہ وقت کا دست و بازو بن کر اس پر عملدرآمد میں جت جائیں، نہ سستیاں دکھائیں اور نہ توجیہیں نکالنے کی کوشش کریں۔ اگر اس طرح کریں گے تو پھر آپ کے فیصلوں میں کبھی برکت نہیں پڑے گی۔ اور عہدیداران کی دوسری باتیں بھی بے برکت ہو جائیں گی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن)

نظام خلافت اور نظام وصیت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں متعدد مواقع پر تلقین فرمائی ہے۔ ایک خطبہ جمعہ میں نظام خلافت کے ساتھ نظام وصیت کے تعلق کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

"**نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے** اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہئے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔

جب اس طرح کے معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ **کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔** اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیاداری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ اگست 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن)

نظام خلافت اور نظام جماعت

نظام جماعت اور نظام خلافت دونوں عملاً ایک ہی چیز ہیں اور ایک کی مضبوطی اور استحکام دوسرے کی مضبوطی اور استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں نظام جماعت کے حوالہ سے عہدیداران کی اہمیت اور اُن کے فرائض و حقوق سے متعلق بیان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"**یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت جماعت میں جاری فرمایا اور اس نظام خلافت کے گرد جماعت کا محلّہ کی سطح یا کسی چھوٹی سے چھوٹی اکائی سے لے کر شہری اور ملکی سطح تک کا نظام گھومتا ہے۔** یعنی کسی چھوٹی سے چھوٹی جماعت کے صدر سے لے کر ملکی امیر تک کا بلا واسطہ یا بالواسطہ خلیفہ وقت سے رابطہ ہوتا ہے۔ پھر ہر شخص انفرادی طور پر بھی رابطہ کر سکتا ہے۔ ہر فرد جماعت خلیفۂ وقت سے رابطہ رکھتا ہے۔ لیکن اگر کسی جماعتی عہدیدار سے کوئی شکوہ ہو یا شکایت ہو اور خلیفہ وقت تک پہنچانی ہو تو ہر ایک کے انفرادی رابطے کے باوجود اس کو یہ شکایت امیر کے ذریعے ہی پہنچانی چاہئے اور امیر ملک کا کام ہے کہ چاہے اس کے خلاف ہی شکایت ہو وہ اسے آگے پہنچائے اور اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہے تو وضاحت کر دے تاکہ مزید خط و کتابت میں وقت ضائع نہ ہو۔ لیکن شکایت کرنے والے کا بھی کام ہے کہ اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی عہدیدار کے خلاف شکایت کرتے ہوئے اسے جماعتی رنگ نہ دے۔ تقویٰ سے کام لینا چاہئے۔ بعض دفعہ بعض کم علم یا جن میں دنیا کی مادیت نے اپنا اثر ڈالا ہوتا ہے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو جماعت کے وقار اور روایات کے خلاف ہوتی ہیں اس لئے ایسے کمزوروں یا کم علم رکھنے والوں کو سمجھانے کے لئے مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔...... اور بعض دفعہ جماعت میں نئے شامل ہونے والے ایسی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہ نومبائعین کی اپنی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان کو نظام جماعت کے بارے میں، عہدیداروں کی ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا جائے۔ کیونکہ نئے آنے والوں کے ذہنوں میں سوال اٹھتے رہتے ہیں۔ بہرحال الٰہی وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں یہ نظام، نظام خلافت کے ساتھ قائم رہنا ہے اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ کوئی مخالف یا کوئی دشمن اب اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا انشاء اللہ۔

...... **امراء بھی، صدران بھی اور عہدیداران بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران بھی کہ وہ خلیفۂ وقت کے مقرر کردہ انتظامی نظام کا ایک حصہ ہیں اور اس لحاظ سے خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔ اس لئے ان کی سوچ اپنے کاموں کو اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے اسی طرح چلنی چاہئے جس طرح خلیفۂ وقت کی۔ اور انہیں ہدایات پر عمل ہونا چاہئے جو مرکزی طور پر دی جاتی ہیں۔** اگر اس طرح نہیں کرتے تو پھر اپنے عہدے کا حق ادا نہیں کر رہے۔ جو اس کے انصاف کے تقاضے ہیں وہ پورے نہیں کر رہے۔...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

امیر کی اور نظام جماعت کی اطاعت کے بارے میں یہ حکم ہے۔ لوگ تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خلیفہ کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں، مکمل طور پر اطاعت میں ہیں، ہر حکم ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن فلاں عہدیدار یا فلاں امیر میں فلاں فلاں نقص ہے اس کی اطاعت ہم نہیں کر سکتے۔ تو **خلیفۂ وقت کی اطاعت اسی صورت میں ہے جب نظام کے ہر عہدیدار کی اطاعت ہے۔** اور تب ہی اللہ کے رسول کی اور اللہ کی اطاعت ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

فرمایا کہ جو حالات بھی ہوں تمہاری حق تلفی بھی ہو رہی ہو، تمہارے سے زیادتی بھی ہو رہی ہو تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہ بھی ہو اور دوسرے کے ساتھ بہتر سلوک ہو رہا ہو، تب بھی تم نے کہنا ماننا ہے۔ سامنے لڑائی جھگڑے کے لئے کھڑے نہیں ہو جانا۔ کسی بات سے انکار نہیں کر دینا۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ اطاعت کرو۔ یہ بہرحال نظام جماعت میں بھی حق ہے کہ اگر کوئی غلط بات دیکھیں تو خلیفہ وقت کو اطلاع کر دیں اور پھر خاموش ہو جائیں، پیچھے نہیں پڑ جانا کہ کیا ہوا، کیا نہیں ہوا۔ اطلاع کر دی، بس ٹھیک ہے۔"

(ارشاد فرمودہ 31/دسمبر 2004ء بمقام مسجد بیت السلام۔ پیرس۔ فرانس)

اسی موضوع کو حضور انور اپنے ایک خطبہ جمعہ میں یوں بیان فرمایا:

"پھر عہدیداران جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں وہ صرف عہدہ کیلئے عہدیدار نہیں ہیں بلکہ خدمت کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ نظام جماعت، جو نظام خلافت کا ایک حصہ ہے، کی ایک کڑی ہیں۔ ہر عہدیدار اپنے دائرہ میں خلیفۂ وقت کی طرف سے، نظام جماعت کی طرف سے تفویض کئے گئے، ان کے سپرد کئے گئے اس حصہ فرض کو صحیح طور پر سرانجام دینے کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے ایک عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہئے۔ اور اُن عہدیداروں میں اپنے آپ کو شمار کرنا چاہئے جن سے لوگ محبت رکھتے ہوں۔ جس کا ایک حدیث میں یوں ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کیلئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

تو اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے تمام عہدیدار اپنے فرائض نبھائیں اور جب فیصلے کرنے ہوں تو خالی الذہن ہو کر کیا کریں، کسی طرف جھکاؤ کے بغیر کیا کریں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تقویٰ یہی ہے کہ اگر اپنے خلاف یا اپنے عزیز کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو دے دیں۔ لیکن انصاف کے تقاضے پورے کریں تو پھر ایسے عہدیدار اللہ کے محبوب بن رہے ہوں گے جیسا کہ ایک حدیث میں ذکر آتا ہے۔

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور ان سے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا۔ (ترمذی ابواب الاحکام)۔

یہاں حاکم تو نہیں ہیں لیکن عہدے بہرحال آپ کے سپرد کئے گئے ہیں، ایک ذمہ واری آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ ایک دائرے میں آپ نگران بنائے گئے ہیں۔ پس یہ جو خدمت کے مواقع دیئے گئے ہیں یہ حکم چلانے کے لئے نہیں دیئے گئے بلکہ خلیفہ وقت کی نمائندگی میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ہیں۔ خلیفہ وقت کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں یہ فرما دیا ہے کہ ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (صٓ: 27) یعنی پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کر اور اپنی خواہش کی پیروی مت کر۔ وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔

پس جب عہدیداران پر خلیفۂ وقت نے اعتماد کیا

ہے اور اُن سے انصاف کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کی امید رکھی ہے۔ کیونکہ ہر جگہ تو خلیفۂ وقت کا ہر فیصلہ کے لئے پہنچنا مشکل ہے، ممکن ہی نہیں ہے۔ تو اگر عہدیداران، جن میں قاضی صاحبان بھی ہیں، دوسرے عہدیداران بھی ہیں اپنے فرائض انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا نہیں کرتے تو پھر اللہ کی گرفت کے نیچے آتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ دوہرے گناہگار ہو رہے ہوتے ہیں۔ دوہرے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ایک اپنے فرائض صحیح طرح انجام نہ دے کر، دوسرے خلیفۂ وقت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر، خلیفۂ وقت کے علم میں صحیح صورت حال نہ لا کر۔ نمائندے کی حیثیت سے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، عہدیداران کا یہ فرض بنتا ہے کہ خلیفۂ وقت کو ایک ایک بات پہنچائیں۔ بعض دفعہ بیوقوفی میں بعض لوگ یہ کہہ جاتے ہیں، ان میں عہدیدار بھی شامل ہیں، کہ ہر بات خلیفۂ وقت تک پہنچا کر اسے تکلیف میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ عام لوگ بھی جس طرح مَیں نے کہا کہہ دیتے ہیں کہ اپنی تکلیفیں زیادہ نہ لکھو جو مسائل ہیں وہ نہ لکھو۔ وہ کہتے یہ ہیں کہ پہلے تھوڑے معاملات ہیں؟ پہلے تھوڑی پریشانیاں ہیں؟ جماعتی مسائل ہیں جو ان کو اور پریشان کیا جائے۔ تو یاد رکھیں، میرے نزدیک یہ سب شیطانی خیال ہیں، غلط خیال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا براہ راست حکم خلیفہ کے لئے ہے اور کیونکہ کام کے پھیل جانے کی وجہ سے، کام بہت وسیع ہو گئے ہیں، پھیل گئے ہیں، خلیفہ وقت نے اپنے نمائندے مقرر کر دیئے ہیں تاکہ کام میں سہولت رہے۔ لیکن بنیادی طور پر ذمہ داری بہرحال خلیفۂ وقت کی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے تو پھر اس کی مدد کے لئے وہ تیار رہتا ہے۔ کیونکہ خلیفہ بنایا بھی اُس نے ہے تو یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے بھی خود، ذمہ داری بھی اس پر ڈالے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کا ہاتھ بھی اس پر نہ رکھے۔ اس لئے یہ تصور ہی غلط ہے کہ خلیفۂ وقت کو تکلیف نہ دو۔ خلیفہ کی جو برداشت ہے اور تکلیف دہ باتیں سننے کا جس قدر حوصلہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہوتا ہے یا خلافت کے انعام کے بعد جس طرح اس کو بڑھاتا جاتا ہے کسی اور کو نہیں دیتا۔ اس لئے یہ ساری ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سے ادا کروانی ہوتی ہے۔ بہرحال وہ حوصلہ بڑھا دیتا ہے۔ اس لئے یہ تصور غلط ہے کہ تکلیف نہ دو۔ کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور تکلیف پہنچانا اس حد تک جائز ہے بلکہ ہر ایک کا فرض ہے۔ پس اس تصور کو عہدیداران جن کے ذہنوں میں یہ بات ہے کہ خلیفہ وقت کو تکلیف کیا دینی ہے، وہ ذہن سے یہ بات نکال دیں اور مجھے بھی گناہگار ہونے سے بچائیں اور خود بھی گناہگار ہونے سے بچیں۔ اگر اصلاح کی خاطر کسی بڑے آدمی کے خلاف بھی کارروائی کرنی پڑے تو کریں اور اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کریں کہ اس کے کیا اثرات ہوں گے۔ اگر فیصلے تقویٰ پر مبنی اور نیک نیتی سے کئے گئے ہیں تو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہمیشہ آپ کے شامل حال رہے گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم/جولائی 2005ء بمقام انٹرنیشنل سنٹر ٹورانٹو۔کینیڈا)

اسی طرح امام کی نگرانی کے ضمن میں یہ بات بھی کرتا چلوں کہ آجکل یا یوں کہنا چاہئے جماعت میں امام یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، عہدیداران متعین ہیں، ان کا بھی فرض ہے کہ حقیقی رنگ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اگر کبھی کسی موقع پر اپنے پر یا اپنے عزیزوں پر بھی زد پڑتی ہو تو اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے سپرد کی گئی ہے تاکہ اس نگرانی میں خلیفۂ وقت کی بھی احسن رنگ میں مدد کر سکیں، تاکہ جزا سزا کے دن اس کو سرخرو کروانے والے بھی ہوں۔ ہر عہدیدار کے عمل جہاں براہ راست اس کو جوابدہ بناتے ہیں اور ہر عہدیدار اپنے دائرے میں جہاں نگران ہے وہ ضرور پوچھا جائے گا۔ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں آپ اس لحاظ سے بھی ذمہ دار ہیں، اس لئے کبھی یہ نہ سوچیں کہ کسی معاملے میں خلیفۂ وقت کو اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے، رکھ سکتے ہیں آپ، لیکن خدا تعالیٰ جو جزا سزا کے دن کا مالک ہے، اس کو اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ پس ہر عہدیدار کی دوہری ذمہ داری ہے، اس کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا دعا ہی ہے جو سیدھے راستے پر چلانے والی ہے اور چلا سکتی ہے کہ اپنی ذمہ داری کو دعاؤں کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک میری ذات کا سوال ہے۔ میں جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہوں، عہدیداروں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ انصاف پر قائم رکھتے ہوئے، سیدھے راستے پر چلائے۔ کبھی ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس کا اثر پھر آخر کار یا نتیجتاً مجھ پر بھی پڑے۔ یہاں جماعت کو بھی یہ توجہ دلا دوں کہ آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح حق ادا نہیں کر رہے ہوں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خادم مالک کے مال کا نگران ہے، اگر آپ اس ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہوئے اُسے ادا نہیں کر رہے جو خلیفۂ وقت نے آپ کے سپرد کی ہے۔ اس کی صحیح ادائیگی نہ کر کے آپ بھی اس مال کی نگرانی نہ کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ جب خلیفۂ وقت نے آپ سے مشورہ مانگا ہے تو اگر آپ صحیح مشورہ نہیں دیتے تو خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر انصاف سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو منتخب نہیں کرتے جو اس کام کے اہل ہیں جس کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے، اگر ذاتی تعلق، رشتہ داریاں اور برادریاں آڑے آ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (سورۃ النساء آیت: 59)۔ یعنی تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو جو ہمیشہ عدل پر قائم رہنے والے ہوں۔ اور اس اصول پر چلنے والے ہوں کہ جب بھی فیصلہ کرنا ہے تو اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہے کہ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ کہ انصاف سے فیصلہ کرو۔ جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں ان کو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرو۔ اگر نہیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہاں داؤ چل گیا تو آگے بھی اسی طرح چل جائے گا۔ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ جزا سزا کے دن تم پوچھے جاؤ گے۔

پس جماعت کا بھی کام ہے کہ ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو اس کے اہل ہوں اور ذاتی رشتوں اور تعلقات اور برادریوں کے چکر میں نہ پڑیں۔ اور اسی طرح خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں عہدیداروں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان افراد جماعت کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے (جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا) جن پر اعتماد کرتے ہوئے بہترین عہدیدار منتخب کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے اور مالک کے مال کی نگرانی یہی ہے جو ہر فرد جماعت نے، جس کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے کرنی ہے۔ یہ سال جماعتی انتخابات کا سال ہے۔ بعض جگہوں سے بعض شکایات آتی ہیں، ہر جگہ سے تو نہیں، اس لئے میں اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ایسی جگہیں جہاں بھی ہیں، جو بھی ہیں اور جہاں یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہر کام دعا سے کریں اور دعائیں کرتے ہوئے اپنے عہدیدار منتخب کریں اور ہمیشہ دعاؤں سے آئندہ بھی اپنے عہدیداروں کی مدد کریں اور میری بھی مدد کریں۔ اللہ مجھے بھی آپ کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق دیتا رہے اور جو کام میرے سپرد ہے اس کو ادا کرنے کی احسن رنگ میں توفیق دیتا رہے۔

دوسری اہم بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ گھر کے سربراہ کی ہے۔ گھر کا سربراہ ہو یا بعض اوقات (جیسا کہ مَیں نے کہا) بعض خاندانوں نے بھی اپنے سربراہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے بچوں یا خاندان کی تربیت کی ذمہ داری ان کی ہے۔ ان کے اپنے عمل نیک ہونے چاہئیں۔ ان کی اپنی ترجیحات ایسی ہونی چاہئیں جو دین سے مطابقت رکھتی ہوں، نظام جماعت اور نظام خلافت سے گہری وابستگی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی طرف پوری توجہ اور کوشش ہو تبھی صحیح رنگ میں اپنے زیر اثر کی بھی تربیت کر سکیں گے۔ خود نمازوں کی طرف توجہ ہو گی تو بیوی بچوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلا سکیں گے۔ خود نظام جماعت کا احترام ہو گا تو اپنے بیوی بچوں کو اور خاندان کو نظام جماعت کا احترام سکھا سکیں گے۔ خود خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنے والے اور اس کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں گے تو اپنے بیوی بچوں اور اپنے زیر نگیں کو اس طرف توجہ دلا سکیں گے۔ پس خاندان کے سربراہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے، ورنہ یاد رکھیں کہ جزا سزا کا دن سامنے کھڑا ہوا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/اپریل 2007ء)

نظام جماعت اور نظام خلافت دونوں کی اطاعت فرض ہے۔ چنانچہ فرمایا:

”**جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونی ضروری ہے** اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت ﷺ کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہونی ہے وہ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃ ہونی ہے اور وہ دائمی خلافت ہے۔...... پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جُڑے رہنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کے لئے اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو۔ بہت سارے مقام آ سکتے ہیں جب نظام جماعت کے خلاف شکوے پیدا ہوں۔ ہر ایک کی اپنی سوچ اور خیال ہوتا ہے اور کسی بھی معاملے میں آراء مختلف ہو سکتی ہیں، کسی کام کرنے کے طریق سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن نظام جماعت اور نظام خلافت کی مضبوطی کے لئے جماعتی نظام کے فیصلہ کو یا امیر کے فیصلہ کو تسلیم کرنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت نے اس فیصلے پر صاد کیا ہوتا ہے یا امیر کو اختیار دیا ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے فیصلہ کر دو۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ یہ فیصلہ غلط ہے اور اس سے جماعتی مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو خلیفۂ وقت کو اطلاع کرنا کافی ہے۔ پھر خلیفۂ وقت جانے اور اس کا کام جانے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ذمّہ دار اور نگران بنایا ہے اور جب خلیفہ، خلافت کے مقام پر اپنی مرضی سے نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات اس کو اس مقام پر اس منصب پر فائز کرتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے کسی غلط فیصلے کے خود ہی بہتر نتائج پیدا فرما دے گا۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ خلافت کی وجہ سے مومنوں کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔......

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ: ”اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی“۔ اگر یہ نفس کو ذبح نہیں کرتے تو اس کے بغیر اطاعت ہی نہیں کرتے ”اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے“۔ بڑے بڑے جو دعویٰ کرنے والے ہیں کہ ہم عبادت کرنے والے ہیں اور ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اور اللہ کو ایک جاننے والے ہیں اور اس کا تقویٰ ہمارے دل میں ہے، خوف ہے۔ جب اپنے معاملے آتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا تو پھر یہ سب چیزیں نکل جاتی ہیں۔ پھر نفس بت بن کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس دیکھیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ اپنے نفس کی اَنا کو دبانا بہت مشکل ہے۔ پس اگر اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے تو صرف زبانی نعروں سے یہ رضا حاصل نہیں ہو گی کہ ہم ایک خدا کو ماننے والے ہیں اور اس کی عبادت کرنے والے ہیں بلکہ امام الزمان، اس کے خلیفہ اور اس کے نظام کے آگے یوں سر ڈالنا ہو گا کہ انانیت کی ذرا سی بھی ملونی نظر نہ آئے، کچھ بھی رمق باقی نہ رہے۔ ورنہ تو یہ انانیت کے بُت اس نظام کے خلاف کھڑے نہیں ہوتے بلکہ پھر یہ خلیفہ وقت کے مقابلے پہ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ کے مقابلے پر بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہاں سے بھی اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور وہی شخص جو یہ خیال کر رہا ہوتا ہے کہ مَیں سب سے بڑا موحّد ہوں، خدا کی عبادت کرنے والا ہوں، شرک کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 09/جون 2006ء بمقام مئی مارکیٹ۔منہائیم۔جرمنی)

(باقی آئندہ)

دَوَا تدبیر ہے اور دُعَا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

انٹرویو: محترمہ امۃالحفیظ صاحبہ
(بیگم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب)

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی اہلیہ محترمہ امۃالحفیظ صاحبہ کی وفات 13/ مارچ 2006ء کو ہوئی۔ آپ علم دوست تھیں، قرآن کریم کی تعلیم، اسلامی تاریخ، سیرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے علمی خزانے کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں بھی گہری دلچسپی رکھتی تھیں۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 28 سال بحیثیت صدر لجنہ (یوکے) انہوں نے شاندار خدمات انجام دیں۔ عورتوں کی تربیت بڑے آرام سے کرنے والی شخصیت تھیں۔ بڑی نرم مزاج تھیں۔ تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی وفا و اطاعت کا مثالی نمونہ تھیں۔ بہت سادہ، صابر اور منکسر المزاج تھیں۔

محترمہ امۃالحفیظ صاحبہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ ماہنامہ ''النور'' امریکہ فروری 2009ء میں آپ کا چندسال قبل کا ایک انٹرویو شامل اشاعت ہے جسے مکرمہ عاتکہ صدیقہ صاحبہ نے قلمبند کیا ہے۔

محترمہ امۃالحفیظ صاحبہ اور محترم ڈاکٹر صاحب دو بھائیوں کی اولاد تھے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے آباء جھنگ کے رہنے والے تھے اور جدامجد ایک ہندو راجپوت شہزادے تھے جو حضرت بہاؤالدین زکریاؒ کی تعلیم کے زیراثر مسلمان ہوئے اور تارک دنیا ہوکر اُن کی صحبت میں رہنے لگے حتّٰی کہ اُن کے مقبرہ کے اندر حضرت مخدوم سعد کے نام سے مدفون ہوئے۔ ہمارے دادا بھی صاحب کشف، زاہد و متقی انسان تھے۔ اُن کے تین بچوں میں بڑے میرے والد غلام حسین صاحب، دوسرے محمد حسین صاحب (ڈاکٹر صاحب کے والد محترم) اور پھر جنت بی بی صاحبہ تھیں۔

میرے والد 21/ جنوری 1874ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے اور یہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مڈل کے امتحان میں صوبہ پنجاب میں اوّل رہے۔ میٹرک میں صوبہ میں دوم آئے۔ مشن کالج لاہور سے B.A. کیا اور کچھ عرصہ گورنمنٹ ہائی اسکول جھنگ شہر میں ملازمت کی، پھر پنجاب ایجوکیشنل سروس سے منسلک ہوکر ڈیرہ غازیخان میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف اسکولز متعین ہوئے۔ پھر اپنی احسن کارکردگی کی وجہ سے لدھیانہ میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور یہاں سے ترقی پاکر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکولز بنائے گئے۔ 1932ء میں ریٹائرمنٹ کے کچھ عرصہ بعد جھنگ شہر سے قادیان منتقل ہوگئے اور 1932ء سے 1947ء تک ناظر تعلیم رہے۔ قیام پاکستان کے بعد جھنگ آگئے جہاں آپ کی آبائی جائیداد تھی اور بہن بھائی بھی مقیم تھے۔

میرے والد ایک بڑے عالم تھے، وسیع مطالعہ تھا اور کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور علماء و اکابرین سے بہت تعلقات تھے۔ آپ ریٹائرمنٹ کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئے تو سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے اُن سے بعض کتب کے انگریزی تراجم کرائے۔ انہوں نے ہی سلطان کو یہ حدیث سنائی کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک آگ حجاز کی زمین سے نہ نکلے گی جو بصرہ تک اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے۔ اس حدیث کی طرف متوجہ کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ ارض حجاز میں تیل ہے۔ چنانچہ سلطان نے ایک کمپنی سے تیل کی تلاش کا معاہدہ کیا اور کامیابی حاصل ہوئی۔

میں 23/ دسمبر 1924ء کو جھنگ شہر میں پیدا ہوئی۔ پانچ بھائی اور تین بہنوں میں سب سے چھوٹی تھی۔ میری والدہ محترمہ کا نام صہبا بیگم تھا۔ میری پیدائش سے ایک روز قبل اباجان نے خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی نواب امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ کو شاہی بگھی میں سوار اپنی طرف آتا دیکھ کر سمجھ لیا تھا کہ لڑکی تولد ہوگی۔ اس لئے میرا نام بھی ان کے نام پر امۃالحفیظ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اپنے والدین کے مزاج کا گہرا اثر قبول کیا اور بڑے بھائی بہنوں کے اسلامی اخلاق بھی میرے سامنے رول ماڈل کے طور پر عملی نمونہ تھے۔ جب میں چھٹی جماعت میں تھی تو اباجان قادیان ہجرت کرگئے جہاں مڈل کے بعد مَیں نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپؓ کی جاری کردہ دینیات کلاس میں داخلہ لے لیا اور چار سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس دوران مختلف پروگراموں میں خوب حصہ لیا، نظمیں کہیں اور پڑھیں، کئی انعام لئے۔ لیکن پردہ کا اہتمام اوائل عمر سے ہی کیا اور دوسروں کو ہمیشہ اس کی تلقین بھی کی۔ اکیس برس کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوئی اور اس کے دوسال بعد میری شادی ہوگئی۔

شادی کے بعد مَیں کچھ عرصہ سسرال کے ہاں ملتان میں رہی، ڈاکٹر صاحب کیمبرج یونیورسٹی میں Ph.D. میں مصروف تھے۔ یونیورسٹی قوانین کے مطابق یہ ڈگری تین سال سے پہلے نہیں دی جاتی تھی لیکن انہوں نے تین سال کا کورس ایک سال میں مکمل کرلیا تو یونیورسٹی کے قوانین میں ترمیم کر کے انہیں یہ ڈگری پہلے دیدی گئی۔ ڈاکٹر صاحب کی غیرمعمولی ذہانت کے باعث امریکہ کے پرنسٹن انسٹیٹیوٹ نے 1951ء میں فیلوشپ دیدی اور وہ امریکہ چلے گئے۔ اس ادارہ میں اُن کی ملاقات آئن سٹائن سے ہوئی جو وہاں ڈائریکٹر تھے اور اُن کی عمر 72 برس تھی۔ آٹھ ماہ اس ادارہ میں کام کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب واپس کیمبرج آگئے اور ستمبر میں پاکستان پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب کی مصروفیات کا علم تو شادی سے پہلے بھی تھا۔ وہ اپنی تعلیم و تحقیق کو مقدم جانتے تھے۔ اس لئے مَیں ذہنی طور پر خود کو تیار کرتی رہی کہ میرا کوئی مطالبہ ان کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔ ستمبر 1951ء میں وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں ریاضی کے پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر ہوئے۔ تقرری کے وقت انہیں سات پیشگی ترقیاں دی گئیں۔ کچھ عرصہ بعد پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس میں ہمیں رہائش بھی مل گئی۔ اس سے قبل وہ ہر ہفتے چھ گھنٹے کا سفر طے کر کے ہمیں ملنے کے لئے ملتان تشریف لاتے رہے۔

1953ء کی اینٹی احمدیہ تحریک کے بعد ڈاکٹر صاحب کو کیمبرج یونیورسٹی سے لیکچررشپ کی آفر ہوئی اور آپ کو احساس بھی ہوگیا کہ تحقیقی کاموں کے لئے یہاں کی فضا ناموافق ہے۔ چنانچہ 1953ء کے آخر میں ہم انگلستان آگئے۔ کیمبرج (56-1954ء) میں آکر پہلے سال ہی ڈاکٹر صاحب ڈرائیونگ ٹیسٹ دینے کے لئے گئے تو کئی گھنٹوں تک واپس نہ لَوٹے۔ مَیں طویل انتظار کرنے کے بعد اُن کو لینے گئی تو آپ نے بڑی افسردگی کے لہجے میں بتایا کہ زندگی کا یہ پہلا امتحان ہے جس میں ناکام ہوا ہوں۔ اس ناکامی کو بہت محسوس کیا۔ دوسری کوشش میں آپ نے یہ ٹیسٹ پاس کرلیا۔ مَیں نے بھی جلد ہی ڈرائیونگ سیکھ لی اور اُن کی مصروفیات کی وجہ سے گھریلو کام کاج سنبھال لئے۔ بچوں کو اسکول اور ڈاکٹر صاحب کو کالج چھوڑنے کے بعد گھر کا اور لجنہ کے ضروری کام کرتی۔ ابتداء میں لندن میں لجنہ کا کوئی دفتر نہیں تھا، فون کی سہولت نہیں تھی۔ ہر سہولت نہ ہوتے ہوئے بھی کام کرنا تھا۔ سردی میں بیٹھ کر ہم کام کرتے۔ خاکسار نے لجنہ کی صدارت کے فرائض 1960ء تا 1988ء تک ادا کرنے کی توفیق پائی۔ اس دوران 45 مزید شاخیں قائم ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن میں آمد کے بعد اپنی پگڑی کی صفائی اور کلف لگانے کا کام میرے سپرد کیا تھا۔ حضورؒ کی ''الیس اللہ'' کی انگوٹھی پر کپڑا لپیٹ کر رنگ کرنے کی سعادت بھی مجھے ملی۔

ڈاکٹر صاحب امپیریل کالج لندن سے پروفیسر کے طور پر یکم جنوری 1957ء سے 1993ء تک وابستہ رہے۔ اُن کے ساتھ میرے کئی یادگار سفر بھی ہوئے۔ پہلا سفر ماسکو کا تھا جہاں سائنس اکیڈیمی کی سالگرہ تھی۔ وہاں زار کے محلّات اور باغات بھی دیکھے۔ اسی طرح نوبیل انعام لینے کے لئے سویڈن کا سفر تھا۔ جس روز ڈاکٹر صاحب کو نوبیل انعام دیئے جانے کا اعلان ہوا، آپ گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ دن کے بارہ بجے سرکاری طور پر فون سے اطلاع ملی تو ہم خبر سنتے ہی فوراً مسجد فضل لندن گئے اور مسجد میں شکرانے کے نفل ہم دونوں نے ادا کئے۔

علم کے ہر شعبہ سے ڈاکٹر صاحب کو دلچسپی تھی۔ ادب کے حوالہ سے زمانہ طالب علمی میں ایک ڈرامہ لکھا تھا جو گورنمنٹ کالج لاہور کے رسالہ راوی میں ڈاکٹر وزیر آغا صاحب کی زیرادارت شائع ہوا۔ اُن کو شاعری سے بھی دلچسپی تھی ہر بڑے شاعر کی کتب ان کے پاس تھیں۔ تاریخ کو بہت دلچسپی سے پڑھتے تھے۔ فیضؔ کے بعض اشعار کا حوالہ اپنی گفتگو میں دیا کرتے تھے۔ 27 فروری 1988ء کو انٹرکانٹی نینٹل لاہور میں فیضؔ فاؤنڈیشن نے آپ کے اعزاز میں ایک شاندار تقریب کا انتظام کیا۔ اس موقع پر آپ نے نظریاتی اختلاف کے باوجود فیضؔ مرحوم کے ساتھ اپنی کئی مشترک قدریں بیان فرمائیں۔ فیضؔ کا یہ شعر اکثر دہرایا کرتے:

کئی بار اس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جگر چیرا
مگر یہ چشم حیراں، جس کی حیرانی نہیں جاتی

ایک انٹرویو میں ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ شعر سے مجھے لگاؤ رہا ہے۔ نظم لکھنا کونسا مشکل کام ہے؟ میں نے تو شاید ایک آدھ نظم لکھی ہے مگر سارے بڑے سائنس دان اچھے ادبی ذوق کے مالک رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کو اپنے والدین سے عشق کی حد تک پیار تھا اور آپ کے والد بہت دُعاگو تھے۔ قریباً تین سال کے لئے آپ انہیں لندن بھی لے آئے تھے۔ والدین کی قدر دانی کے بارہ میں بچوں کے سامنے قرانی آیات دہرایا کرتے۔ ان آیات پر خود بھی عمل کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے۔

بچوں کی تعلیم کی طرف ڈاکٹر صاحب کی بھرپور توجہ رہی۔ آپ کا معمول تھا کہ شام کے کھانے پر فرداً فرداً سب بچوں سے دن بھر کی تعلیمی مصروفیات کے متعلق استفسار کرتے اَور راہنمائی فرماتے تھے۔ بیرونی ممالک کے دوروں سے واپسی پر بچوں کی سکول رپورٹس دیکھتے، راہنمائی کرتے اور وقت کی قدر کرنے کی بہت تاکید کرتے۔ وقت کے ضیاع کے ڈر سے گھر میں ٹیلی ویژن رکھنے سے گریز کرتے۔ حالانکہ وہ بے حد شفیق باپ تھے۔ ہمیشہ پیار و محبت اور احترام سے بچوں سے مخاطب ہوتے اور بڑے دھیمے انداز میں گفتگو کرتے۔ اُن کے انداز میں ایسی تاثیر تھی کہ بچے ان کی باتوں کا گہرا اثر قبول کرتے۔ بچوں کو اُن کے اساتذہ کے احترام کی تلقین کرتے رہتے۔ غالباً 1955ء میں انہوں نے اپنے والد صاحب کو اپنے اساتذہ کی تلاش کے لئے لکھا تھا تاکہ اساتذہ کی پیرانہ سالی میں نذرانہ کے طور پر کچھ مالی اعانت کرسکیں۔ اُس وقت اُن کے چھ اساتذہ بقیدحیات تھے۔

ڈاکٹر صاحب ناشتہ میں انڈا ٹوسٹ اور چائے کی ایک پیالی پیا کرتے تھے۔ کھانے میں شوربے والا سالن آلو گوشت، تلی ہوئی مچھلی، سیخ کباب اور ماش کی دال پسند تھی۔ سبزیوں میں مشروم بہت پسند تھے۔ مجموعی طور پر مچھلی مرغوب غذا تھی اور عموماً دسترخوان پر ایک وقت میں ایک ڈش پسند کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب بلا کے ذہین تھے۔ گفتگو کرتے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے اور سننے والا اثر لئے بغیر نہ رہ سکتا۔ خود حساس تھے اور دوسروں کے احساسات کو متأثر کرنا جانتے تھے۔ اس طرح ہماری 47 سالہ رفاقت میں اختلاف کا سوال ہی کبھی پیدا نہ ہوا۔

ڈاکٹر صاحب نے جس شان سے خدائے واحد یگانہ کے ایمان کا حق ادا کیا ایسا سائنسدان ملنا مشکل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کی وفات پر فرمایا تھا: سلام ہو جس دن تو پیدا ہوا اور جس دن تو مرے گا اور جس دن دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ یہاں لفظ سلام سے حضورؒ کا اشارہ ڈاکٹر صاحب کے والد چودھری محمد حسین صاحب کے اُس کشف کی طرف بھی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب کی پیدائش سے قبل چودھری صاحب کو ایک فرشتے نے ایک معصوم بچہ پکڑایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ آپ نے بچے کا نام پوچھا تو آواز آئی: عبدالسلام''۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10/ نومبر 2008ء میں شامل اشاعت مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب کے کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیسی ہے کون سی کمی ہے ابھی
اس خلافت میں جو کھڑی ہے ابھی
ایک تاریخ پڑھ چکے ہم سب
ایک تاریخ بن رہی ہے ابھی
اے مسیحا کے ماننے والو!
زندگی موت میں چھپی ہے ابھی
موت اس زندگی پہ نازاں ہے
زندگی خود پہ ہنس رہی ہے ابھی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th May 2011 – 2nd June May 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 27th May 2011

00:00	MTA World News
00:45	Tilawat
01:00	Insight
01:10	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
01:55	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th April 1997.
03:05	Historic Facts
03:40	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th May 1995.
04:55	Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 24th July 2009.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Historic Facts
07:10	Islam Ahmadiyyat: Urdu documentary on Ahmadiyyat, the revival of faith.
08:20	Introduction to Ahmadiyyat
09:35	Moshaa'irah
10:40	The life of Hadhrat Khalifatul Masih I
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat
13:30	Khilafat Jubilee: an address delivered by Huzoor on 27th May 2008, during the Khilafat Centenary.
15:25	Bengali Service
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Khilafat: a discussion on the institution of Khilafat.
19:35	Islam Ahmadiyyat: English documentary on Ahmadiyyat, the revival of faith.
20:35	Friday Sermon [R]
22:00	Insight
22:10	Khilafat Jubilee [R]

Saturday 28th May 2011

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	International Jama'at News
01:05	Moshaa'irah
02:35	Friday Sermon: rec. on 27th May 2011.
03:45	Bhera: a documentary about the hometown of Hadhrat Khalifatul Masih I.
04:05	The life of Hadhrat Khalifatul Masih I
05:00	The life of Hadhrat Khalifatul Masih I: organised by Ayesha Deeniyat Academy.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Yassarnal Qur'an
07:35	Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 25th July 2009, from the ladies Jalsa Gah.
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd December 1996. Part 1.
09:50	Friday Sermon [R]
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat
12:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:55	Bengali Service
15:00	Children's class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Children's class [R]
19:30	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 29th May 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 27th May 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Hadith
02:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th April 1997.
03:15	Friday Sermon [R]
04:30	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30	Children's Corner
08:05	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 25th July 2009.
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Dars-e-Hadith
12:20	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
16:25	Faith Matters [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:25	Real Talk
20:30	Children's Corner
21:00	Friday Sermon [R]
22:05	Jalsa Salana United Kingdom [R]

Monday 30th May 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:40	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:45	Attractions of Canada
02:15	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th April 1997.
03:30	Friday Sermon: rec. on 27th May 2011.
04:50	Faith Matters
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Hadith
06:40	International Jama'at News
07:15	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Children's class with Huzoor.
08:50	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th February 1998.
09:55	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 18th March 2011.
11:00	MTA Variety
11:45	Tilawat
12:00	International Jama'at News
12:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 26th August 2005.
15:15	MTA Variety [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1997.
20:35	International Jama'at News
21:10	Children's class [R]
22:10	MTA Variety [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Tuesday 31st May 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:35	Insight
00:45	Seerat-un-Nabi
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1997.
02:40	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th February 1998.
03:50	Seerat-un-Nabi
04:30	Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 26th July 2009.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:40	Insight
07:00	Food for Thought: an English discussion on food labelling.
07:30	Yassarnal Qur'an
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:05	Question and Answer Session: rec. on 22nd December 1996. Part 2.
10:05	Indonesian Service
11:05	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 16th July 2010.
12:20	Tilawat
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Insight
13:10	Bangla Shomprochar
14:15	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd November 2005.
15:00	Yassarnal Qur'an
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth: an English talk-show on various matters relating to Islam.
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 27th May 2011.
20:40	Insight
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 1st June 2011

00:05	MTA World News
00:35	Tilawat
00:45	Dars-e-Malfoozat
00:55	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th April 1997.
02:35	Learning Arabic: programme no. 6.
03:00	Yassarnal Qur'an
03:35	Food for Thought: an English discussion on food labelling.
04:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd December 1996. Part 2.
05:10	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd November 2005.
06:05	Tilawat
06:25	Dars-e-Hadith
06:40	Yassarnal Qur'an
06:55	Masih Hindustan Main: an Urdu discussion on the book of the Promised Messiah (as).
07:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 8th December 1996. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat
12:15	Dars-e-Hadith
12:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55	Friday Sermon: rec. on 2nd September 2005.
14:05	Bangla Shomprochar
15:25	Dua-e-Mustaja'ab
15:50	Fiq'ahi Masa'il
16:25	Dars-e-Hadith [R]
17:20	Attractions of Australia
18:00	MTA World News
18:20	Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 11th June 2006.
19:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25	Real Talk
20:30	Yassarnal Qur'an [R]
20:45	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:30	Friday Sermon [R]

Thursday 2nd June 2011

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Dars-e- Hadith
00:45	Masih Hindustan Main: an Urdu discussion on the book of the Promised Messiah (as).
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1997.
02:35	Fiqahi Masail
03:10	MTA World News
03:25	MTA Masih Hindustan Main [R]
04:00	Friday Sermon: rec. on 2nd September 2005.
05:05	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor, on 15th August 2009, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30	Yassarnal Qur'an
08:05	Faith Matters
09:10	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
10:00	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 27th May 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1995.
15:15	Moshaa'irah
16:25	Dars-e- Malfoozat
16:35	Faith Matters [R]
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor, on 16th August 2009.
19:25	Qur'anic Archaeology
20:00	Faith Matters [R]
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:05	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:15	Dars-e- Malfoozat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 Friday 20 May, 2011 Issue No. 20

بقیہ:خلافت اتحادِاُمّت کی ضمانت ہے
از صفحہ نمبر11

''جب سعودی، عراقی، شامی اور لبنانی، ترکی، مصری اوریمنی سورہے ہوتے ہیں میں ان کے لئے دعا کررہا ہوتا ہوں''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1955ء صفحہ9)

۞......خلافت احمدیہ اس لئے اتحاد امت کی ضمانت ہے کہ فروعی اختلافات اس کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتے اور نہ ہی یہ اپنے لئے کسی عزت اور شہرت کی خواہشمند ہے اس کا مقصد وحید اللہ اور رسولؐ کے نام کی سربلندی اور اسلام اور قرآن کا غلبہ ہے جس کی خاطر یہ ہر قربانی کے لئے تیار رہتی ہے۔اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت ﷺ کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپؐ کی عظمت کو قائم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ میں ہمارا ذکر ہے''۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ269)

۞......خلافت احمدیہ ایک باشعور اور بالغ نظر قیادت کا نام ہے جو پاکباز اور صاحب کردار مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ وہ خدا کی قائم کردہ اور خدا کے نور سے دیکھتی ہے۔مگر آج روئے زمین پر مسلمانوں کی کوئی اور قیادت نہ خدا کی طرف سے ہونے کی مدعی ہے نہ خدا سے تائید یافتہ ہے۔

۞......خلافت احمدیہ کے پاس وہ جاں نثار ہیں جو اس کی تحریکات اور سکیموں کی کامیابی کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کو ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۞......سید محمد ازہرشاہ صاحب دیوبندی (فرزند مولوی انورشاہ صاحب کاشمیری) نے اعتراف کیا ہے کہ:۔

''قادیانیوں کی تنظیم، اپنی تبلیغ کے لئے ان کا ایثار اور مستعدی اپنے مشن کے لئے ان کی فداکاری ایک مثالی چیز ہے۔ مسلمان جب تک تنظیم اور ایثار کی اس روح تک نہیں پہنچیں گے انہیں قادیان اور دوسرے مذاہب کے معاملہ میں کامیابی نہیں ہوگی''۔

(چٹان۔ 17 فروری 1975ء صفحہ13)

۞......خلافت احمدیہ کے تابع مشاورت کا نظام قائم ہے جس میں تمام دنیا کے احمدی حسب توفیق اور حسب حالات شرکت کرتے اور اپنی تمام توانائیاں مرکزی فیصلے کی تنفیذ میں صرف کرتے ہیں۔

وحدت اُمّت کے لئے خلافت اسلامیہ احمدیہ کے منکرین کی حسرتیں

وحدت امت کے لئے خلافت کی ان برکات کو غیر ترستے ہیں۔

۞......چوہدری رحمت علی صاحب لکھتے ہیں:۔

''آج ہمارے اختیار کردہ اسلام میں نہ خلیفۃ المسلمین کا وجود ہے نہ اولی الامر کا جن میں خلیفۃ المسلمین کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نہ شوریٰ کا کہ جس میں ارکان شوریٰ نے خلیفۃ المسلمین کو مشورہ دینا ہوتا ہے لیکن خلیفۃ المسلمین خود موجود نہیں۔ ہمارے ہاں یا زیر آسمان آج امت مسلمہ کا بھی وجود نہیں جو مرکزیت کے تحلیل ہونے سے اقوام میں بٹ گئی۔ یہ چاروں ادارے خلیفہ وخلافت کی موجودگی میں ہی وجود پذیر ہوتے ہیں''۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 2 دسمبر 2007ء)

رسالہ 'جدوجہد' لاہور لکھتا ہے:۔

۞......''خلافت ہی ایک ایسا منصب ہے جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا ہے اور ایک نصب العین مقرر کرکے ان کی تنظیمی قوت کو قائم رکھتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان اعلیٰ روایات کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے خلافت کی قبا کو چاک کرکے جابر سلطانی کا سلسلہ شروع کردیا اور امت کا شیرازہ اپنے ہاتھوں سے بکھیر دیا۔جس سے فرقہ بندی کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلام کی صورت مسخ ہوگئی۔ آجکل جماعت احمدیہ ایسا فرقہ ہے جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اصولوں پر چل رہا ہے۔کیا باقی مسلمان جو اکثریت میں ہیں اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ایک خلافت اسلامیہ قائم نہیں کرسکتے؟

(رسالہ 'جدوجہد' لاہور 6 دسمبر 1960ء)

۞......مولانا عبدالرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ کراچی کہتے ہیں:۔

''جہاں تک نظام خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کا تعلق ہے اس سے بہتر اور اچھا کوئی نظام نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے خرید لیا ہے مومنین کا جان مال بدلے جنت کے۔لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آپس کے تنازعات عروج پر ہیں۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو خلیفہ کس کو مانیں اور اگر مکہ مکرمہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے تو سب سے پہلے تنازعہ بریلوی حضرات کریں گے اور میں نے خلافت کے بارہ میں ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت ممکن نہیں''۔

(ماہنامہ ضرب حق کراچی۔ ماہ اپریل 2004ء صفحہ 4 کالم 6,5۔ بقیہ صفحہ 3 کالم 3)

۞......جناب فضل محمد یوسف زئی استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی لکھتے ہیں:۔

''مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس کی بات پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات ہوتی جس میں وزن ہوتا جس میں عظمت ہوتی جس میں شجاعت ہوتی جس کی وجہ سے اقوام متحدہ میں ان کی حیثیت ہوتی عالمی برادری میں ان کی قیمت ہوتی۔ ویٹو پاور میں ان کا مقام ہوتا سلامتی کونسل میں اس کا نام ہوتا''۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ 2000ء صفحہ 58)

۞......مشہور معاند احمدیت شورش کشمیری کا شعر ہے۔ ؎

خلافت راشدہ دوبارہ خدا کرے ہو وطن میں قائم
یہی ہے شورش تری تمنا، یہی ہمارا بھی مدعا ہے

(چٹان 23 فروری 1970ء صفحہ6)(الفرقان مارچ 1970ء صفحہ7)

۞......جماعت کا مشہور مخالف اخبار زمیندار لکھتا ہے:۔

نظر آجائیں جلوے قرنِ اول کے نگاہوں کو
ابوبکر و عمر اور حیدر و عثمان پیدا کر

(زمیندار 24/اگست 1930ء۔ الفضل 30/اگست 1930ء)

امت واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ306)

پھر فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانان روئے زمین علیٰ دین واحد جمع ہوں اور وہ ہوکر رہیں گے''۔

(الحکم 30 نومبر 1905ء صفحہ2۔ ملفوظات جلد 4 صفحہ570)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''اُمّت واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے۔مَیں خدا کی قسم کھا کر اس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلام امت واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دور میں خلافت احمدیہ کے سپرد کردیا ہے جو اس سے تعلق کاٹے گا وہ امت واحدہ سے اپنا تعلق کاٹ لے گا......خلافت احمدیہ وہ مثمر شاخ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے توحید کے پھل لگانے کے لئے سرسبز وشاداب کرکے دوبارہ دنیا میں قائم کیا ہے''۔

(بدر۔ 12/اگست 1993ء)

پس ہم تمام امت محمدیہ کو نہایت خوشی سے اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ تمہارے تمام دکھوں اور زخموں کا مداوا مسیح موعود کی خلافت میں ہے۔آؤ اور اس کو پہچانو اور اپنے مقدر کو جگاؤ۔

اے امت مسلمہ دیکھو کہ غلبہ اسلام کی پُرشوکت منزل تمہارا انتظار کررہی ہے۔دُور افق پر بلند ترین جھنڈا تمہارا ہی ہے۔ دنیا کی تمام طاقتیں تمہارے سامنے سرنگوں ہونے کو ہیں اگر تم خلافت کا دامن تھام لو۔محمد مصطفیٰؐ کا جو سلام تم مسیح موعود کو پہنچاؤ گے وہ تمہاری طرف لوٹ کر آئے گا اور ابدالآباد تک سلامتی اور برکت تمہارے نام لکھی جائے گی۔

۞......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''آج ہم نے عیسائیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہودیوں کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ ہندوؤں کو بھی اور ہر مذہب کے ماننے والے کو بھی آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ یہ خلافت احمدیہ ہے جس کے ساتھ جڑ کر ہم نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو بھی مسیح ومہدی کے ہاتھ پر جمع کرنا ہے''۔

(پیغام صد سالہ جوبلی)

حضور ایدہ اللہ نے جرمنی کے جلسہ سے اختتامی خطاب میں 16/اگست 2009ء کو فرمایا تھا:۔

''حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک تقریر میں ہمیں ایک موسیقی کی طرف توجہ دلائی تھی جو آج سے پندرہ سو سال پہلے بجائی گئی تھی، جس نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کردیا تھا، عرب وعجم کو خدا تعالیٰ کے حضور لا ڈالا تھا۔وہ موسیقی جو آج سے ایک سو بیس سال پہلے مسیح محمدی نے دوبارہ بجائی ہے، جس نے جھوٹے خداؤں کی قلعی کھول دی ہے، جس نے خدائے واحد و یگانہ کی حکومت کا بگل بجا کے بندے کو خدا ماننے سے بچایا، جس نے تمام دنیا کو حضرت اقدس محمد رسولؐ اللہ کے قدموں میں لا ڈالنے کا اعلان کیا۔ پھر وہی موسیقی جس کی طرف آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو توجہ دلائی تا کہ دنیا آسمانی بادشاہت کے قیام کے نظارے دیکھے۔آج یہی موسیقی ہے جو ہماری زندگی اور بقا اور دنیا کی زندگی اور بقا کے لئے ضروری ہے۔پس اس زمانے کے حصن حصین کی پناہ میں آنے والو! آج پھر اس نوبت خانے سے ایک شان کے ساتھ اس موسیقی کی آواز اٹھانے کی ضرورت ہے جو تمام دنیاوی موسیقیوں پر حاوی ہو جائے۔اور دنیا میں ایک ہی نعرہ سنا جانے لگے جو اللہ اکبر کا نعرہ ہو، اور ایک ہی کلمہ پڑھا جانے لگے جو لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ ہو۔پس میں دوبارہ اس بات کی یاد دہانی کرواتا ہوں کہ اس سال کو مشرق ومغرب اور شمال اور جنوب میں بسنے والا ہر احمدی اس نعرہ کو ایک خاص شان اور نئے عزم کے ساتھ لگانے کی ابتدا کا نشان بنا دے۔ جماعت احمدیہ کی نئی صدی کی ابتدا اور پہلا سال دنیا میں انقلاب لانے کا ایک سنگ میل بن جائے۔ یورپ اور ایشیا، افریقہ اور امریکہ اور جزائر میں ایک ہی وقت میں اس نعرے کی آوازیں اور اس موسیقی کی دھنیں سنی جانے لگیں۔پس اٹھو اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اس کام میں صرف کردو۔ اللہ تمہیں توفیق دے۔اللہ ہمیں توفیق دے۔آمین''

(الفضل انٹرنیشنل 6 نومبر 2009ء صفحہ12)

خلافت اب تمنائے جہاں ہے
سبھی کہتے ہیں یہ نعمت کہاں ہے
نہ اس نکتے کو سمجھا غافلوں نے
یہ منہاج نبوت میں نہاں ہے
اور امت کے یہی شایان شاں ہے
خلافت اک مقدس سائباں ہے
یہ مہدی کی صداقت کا نشاں ہے
خلافت اک مقدس سائباں ہے